

نام کتاب قیمت نام کتاب قیمت نام کتاب قیمت

مولانا شبلی مرثوم پنڈت تری ناتھ سرشار منشی احمد علی شوق

۴	ترانہ شوق	۶	پیشو	۸	پنجھڑی دہن	۱۰	بیان خسرو
۸	عالم خیال	۱۲	پانی کمان	۱۴	کاشی	۱۶	علم الکلام
۱۲	منشی ارتضیٰ علی شہید	۱۸	فسانہ آزاد	۲۰	جام سرشار	۲۲	نوی صبح انید
۱۶	یادگار شرر	۲۴	حکیم محمد علیخان مرحوم	۲۶	عبرت کامل	۲۸	اب محسن الملک مرحوم
۲۰	خیابان	۳۰	تصویر عبرت	۳۲	گورا	۳۴	است بینات
۲۴	ہفت گلبن	۳۶	دو پھول	۳۸	خواجه عشرت	۴۰	اجساد
۲۸	شہید جفا	۴۲	مولوی بشیر الدین احمد	۴۴	شاعری کی پہلی کتاب	۴۶	شاعری کی دوسری کتاب

۴۸	حز طفلان	۵۰	نشاط عمر	۵۲	عصا پری	۵۴	اقبال دہن
۵۶	خواجه حسن نظامی	۵۸	خجانه عشق	۶۰	مرزا داغ مرحوم	۶۲	مناجات مع یا کالاداغ
۶۴	سپارہ دل	۶۶	روانہ	۶۸	دیب بک علیسی پائناہ	۷۰	کتاب
۷۲	تذکرہ آب بقا	۷۴	منشی امیر احمد منیاں مرحوم	۷۶	احق اللہی	۷۸	حاجی بخلول
۸۰	یار دنیہ	۸۲	طاسی خالوس	۸۴	طہ مدار لوندی	۸۶	شہی چھری
۸۸	نایا پلٹ	۹۰	دیب بک علیسی پائناہ	۹۲	کتاب	۹۴	کتاب

(ب)

صفحہ سطر	غلط	صحیح	صفحہ سطر	غلط	صفحہ سطر
۱۰۰	۲	ک	۱۳۰	۳	ماتے عم
۱۰۱	۲	نیچ	۱۳۱	۴	ن
۱۰۱	۱۳	بنائی	۱۳۲	۵	گرے
۱۰۲	۱۵	جھڑتے	۱۳۳	۶	بنایا
۱۰۳	۱۳	بھری	۱۳۴	۷	ہے
۱۰۴	۱۸	بجلیوں	۱۳۵	۱۲	کو
۱۰۵	۱۵	جھٹکا	۱۳۶	۱۲	کہ
۱۰۶	۱۵	اٹکے	۱۳۷	۱۲	وٹے
۱۰۷	۱۵	کیسے بخت	۱۳۸	۱۴	یا بہت
۱۰۸	۱۸	ہے	۱۳۹	۱۲	باروب
۱۰۹	۸	عدا	۱۴۰	۱۱	چہرہ
۱۱۰	۱۲	یے	۱۴۱	۳	کو
۱۱۱	۱۵	کتنی	۱۴۲	۴	چھپاے
۱۱۲	۱۱	دیا	۱۴۳	۸	چھپاے
۱۱۳	۲	رنگ			

عَلَمِ اَمَامِ

سطر غلط	صحیح	صفحہ سطر	صفحہ غلط	صحیح
۸۰	نعلین	۵۸	۱۴	نعلین
۱۴	نعلین	۵۸	۱۸	نعلین
۱۱	میاہین	۶۲	۱۸	میاہین
۱۱	بھرن	۶۲	۱	بھرن
۱۲	آبرو	۶۲	۱۴	آبرو
۵	اوسوقت	۶۲	۱۴	اوسوقت
۶	کر	۶۶	۱۸	کر
۱۸	ادھکا	۶۹	۱۱	ادھکا
۱۸	پچھلے	۷۰	۱۶	پچھلے
۱۹	لوٹے	۸۰	۱	لوٹے
۶	گنگے	۸۰	۱۸	گنگے
۱۰	ٹیکے	۸۲	۱۹	ٹیکے
۴	صاف	۸۳	۱۸	صاف
۱۷	آئی	۸۴	۱۱	آئی
۱۸	در	۸۶	۷	در
۳	گردون	۹۷	۱۴	گردون
۱۷	ہوا پار	۹۸	۱۱	ہوا پار

ہے آئینہ صفحہ بندش بیت
کلمہ طبع لکھ تاریخ اسکی

عیان ہے چہرہ پر نور معنی
گلستان مضامین طواری

۶۱۸۸۴

یوسف جناب نواب محمد یوسف حسین خاں صاحب بہادر
شہر لکھنؤ شاگرد جناب تذبیر الدولہ بہادر آسیر مرحوم و مغفور

اس پر ہے اہل سخن کا اتنا شوق
ہو وفاق ایسا کہ قربان ہو
جلوہ آرا حال درد شاگرد

شوق کی یہ شنوی ہے بے نظیر
کیا بیان دبستی کا جال ہو
گلک یوسف نے لکھی تاریخ طبع

حسین جناب منشی محمد علی صاحب بھٹو لوی۔ شاگرد
(قدر بلگرامی مرحوم)

برام فصاحت سخن
رستہ قلم نسخہ

۶۱۸۸۴

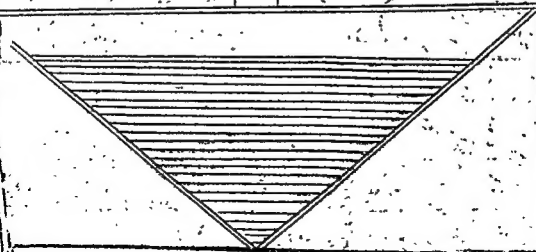
زیننگ این شنوی فصیح
چو حسیان خیال سن طبع کرد

فیروز جناب محمد فیروز شاہ خان صاحب رامپوری

سراپا کہاتی ہے درد و فکر
کسی شنوی شوق والا کہ

۱۳۰۵

کے وصف کیا کوئی اس شنوی کا
ہوئی فکر تاریخ فیروز کو جب



مقصودم جناب میر معصوم علی صاحب شاگرد جناب میر محمد طالع لکھنوی
(حکیم لکھنوی)

شوق نے کیا نظم کی ہے شنوی
کیون ہر سال طبع میں مقصوم فکر

جس کا دل طالب ہر وہ مطلوب ہے
لکھنوی اب یہ شنوی مرغوب ہے

ایضاً

واہ اسے شوق واہ کیا کہنا
کیا مقصوم نے یہ سال طبع

ہے عجب دلیرا ترانہ شوق
ثمرہ جان ہے یا ترانہ شوق

محمّد - جناب حکیم محمد نعیم الزمان خان صاحب شاگرد جناب منشی
(امیر احمد صاحب اسیر)

چین نظم شوق سخاوت
شنوی

رنگ چمن پر خندہ زن ہے
اک معشوق رشک چمن ہے
اور پیدھی صبح وطن ہے
دائرہ جو ہے شکل دہن ہے
کیا ہی غسل تاج سخن ہے

اسکی سیاہی شام و صبح
نقطہ جو ہے خال ہے رخ کا
کیے نعیم اب تاریخ اسکی

وزیر جناب شیخ وزیر علی صاحب شاگرد جناب حکیم

کی ہے عجب شنوی شوق نے
ہوئی دستک تاریخ جسد وزیر

بلاشبہ یہ دامن فیض ہے
یہ دل نے کہا گلشن فیض ہے

وفاق جناب شیخ رحمان بخش صاحب شاگرد جناب حکیم

الم ہے شنوی حضرت شوق

کہ ہیں غلطان لفظ و جو معنی

تاریخی کی تمام ترکی ہے
فلک ہفتین پہ کرسی ہے
فتنہ حشر لفظ و معنی ہے
سطر صفحہ پہ کوئی جاتی ہے
ایک سیما ایک بجلی ہے
بارک اللہ عجیب شوخی ہے

روبر و اس زلفان اردو کے
کس بلندی پہ ہے زمین شعر
سحر و افسون ہے بول حال اسکی
اوڑے جاتے ہیں لفظ سقمون
دونوں مصرع ہیں کیا مڑتے ہو
ہاتھ غیب بھی یہ کہتا ہے

ایضا

افسون خواند و گھر گھر
نیرنگ معنی شکفتہ

عجاز کلاشوق باذوق
تاریخ نوشت طبع رنگین

ایضا

آریہ دار
گفتیش کہ بد و نیک نے بہر گزارے

می سز و بہر شارین نگارین شوقی
گرچہ میگوید سخندانیش بہار سحران

ایضا

چاشنی این سخن ذوق شوق
گفت ز محسن چمن ذوق شوق

ہوش ربا گشت ز اہل مذاق
ہاتھ غیب از پی تاریخ سال

حجرت سید محمد واجد حسین صاحب تعلقات از رسولی شاگرد جناب
سید عباس حسن صاحب فصاحت لکھنوی

شوق نے کی نظم ایسی شوقی
لکھو ہجری میں مجرت سال طبع

کہتے ہیں سب شاعر کہو جان عشق
ہے عجائب یہ بہارستان عشق

شوق نے کی نظم ایسی شوقی
لکھو ہجری میں مجرت سال طبع

نور افشان مدام این تصنیف
اہل عالم ہمہ مسترت سنج
گفت تاریخ طبع ذہن عقیل

جلوہ جاودائی ترانہ شوق
دل کنتہ شادمان ترانہ شوق
صبح عیسر جہان ترانہ شوق

عیش جناب شیخ فدا علی صاحب لکھنوی

زہے احمد علی شوق سختور
لکھی میثنوی کیا عاشقانہ
کلام او نکالے کاہاریون ہی
لکھی بے روسے رحمت طبع کاسال

وہ ہیں عیش شکر غالب ذوق
فصاحتیں وہ رہے لے گئے فوق
کیسے گردن معشوق بین طوق
خیال عمدہ و بس نازک شوق

عارف جناب شیخ فدا علی صاحب شاگرد جناب محترم والد بہار
(حکیم لکھنوی)

شاہد این شوق
نظم شوق ال طباع

ہست رنگین چہرہ مانند خیال
گفت عازف خوب صورت بمثال

شہر جناب نشی محمد احمد صاحب خلف اکبر جناب نشی
(امیر احمد صاحب میر)

خوب ہی رنگین ہی گل نظم شوق
مصرعہ تالیف یہ کیے فیسر

سارے گلون کا ہی یہ سراج گل
باغ مسانی کا کھلا آج گل

محسن جناب مولانا محمد محسن صاحب کا کوروی مصنف چراغ کعبہ
(صبح تجلی - ہر پاسے رسول اکرم و قصائد نعتیہ وغیرہ)

اس قدر شوخ شہنوی محسن

نہ کسی نے شہنوی نہ دیکھی شہنوی

اگر نقطون کے دو اُتر یوں ہیں	پاؤن میں جیسے دو پھن کے چھانگل
خاتمہ اوس پہ مناسب کا ہے	شہد آخسر ہے تو ملح اذل
ہے مرکب کا مقولہ یہ حکیم	کب زمین شعر کی ہو بے بادل
پلے تاریخ میں ہے جاے خا	رنگ خون جگر حسن اذل
شہیر جناب سید محمد نوح صاحب رئیس و تعلقدار محضلی شہر	

صانع جو نور

بے مثل و لا جواب ہو یہ نظم و نظریہ	شاعر کی کے رنگ ہیں تہن ملے ہو
تاریخ سال طبع مسیحی یہ ہے شہیر	اگر انداز فکر شوق کے ہیں گل گھلے ہو
شاعر جناب منشی فضل حسین خا نصاحب تعلقدار جلال پور	
رئیس قصبہ سندیلہ	

از شوق چو طبع شنوی شد	احسن بکفت روح صابنا
شاعر چو نمود فکر تاریخ	گفتہ نہ بجائے و غرائب
ظہور جناب شیخ ظہور حسین صاحب لکھنوی شاگرد جناب سیرالدولہ بہادر اسیر مرحوم	
اس شنوی کی طرح میں قاصر زبان ہو	محنت جناب شوق نے کی ٹوٹ ٹوٹے
باقی دی ندایہ پئے سال لے ظہور	حق یہ ہو بھر دیا ہے مزہ کوٹ کوٹے
عقیل جناب سید مدی حسن صاحب مالک و مہتمم گلدستہ نغمہ بہار لکھنؤ	
شاگرد جناب حکیم	

طبع شد شنوی نادر دہر	یادگار زمان ترانہ شوق
نظم روشن کلام ماہدین	نیر آسمان ترانہ شوق

بسمل جناب شفی محمد واجد علی صاحب کا کوروی شاگرد جناب امیر لکھنوی
 رنگین نظم تراشہ شوق
 روشن بین جو عشق کے مضامین
 ہوا ہاتھ ہیں مست اسکو پڑھکر
 آتی ہے وہ بوسے گلشن حسن
 تاریخ کی یہ مین نے بسمل
 تمنا۔ شیخ محمد رفیع الزمان خاں صاحب شاگرد جناب حکیم
 کیا شوق نے شنوی کی ہے
 تاریخ لکھ اسکی اے تمنا
 حکیم خاں محبت الدولہ بہار الملک شفی سید غضنفر علی خاں صاحب بہار
 حوالتا جنگ خلف
 ب ت د سیر الدولہ بہادر امیر مرحوم و مغفور
 ہے عجب شنوی حضرت شوق
 عقل اول کے لیے کا غد پر
 حسن بندش پہ قصیدہ ہو فدا
 ہر ایذا کے عدو ہے مصرع
 چشم اجاب کو دیتا ہے وہ نور
 ہے مضامین کی یہ تقریر کہ ہم
 انجمن سانی یہ دیے ہیں نقطے
 بات ہر او سکی ہے قربان نبات
 ہر مفصل ہے نشانہ راجل
 نقطے ہیں عفتدہ مالاخیل
 رنگ پر دل سے ہو قربان غزل
 صورت نشتر ز بنور عسل
 میل سرمہ ہو نہ کیوں ضرب مثل
 اول اول ہوئے ہیں مستقل
 حرف منقوط ہے حرف مہمل
 نوشہ داروہ ہے نشانہ راجل

بر کمال و فضل او این شنوی	سجے تاطق و لیلے بس صریح
در جهان گوئے سخن را زنده کرد	از دم جان بخش مانند مسیح
پیر ذوق و شوق آمد حرف شوق	شوق را بخشد حق ذوق صحیح
در سواد بہند نطقش و سنگد	شور شیرین کاری حسن طبع
بکہ جو شد معنی رنگین از	خامہ اش مانند بہ حلقہ موزنج
مصرع تاریخ طبع افسر نوشت	شنوی شوق و بحسب و طبع

ایرہ جناب منشی واجد علی صاحب شاگرد جناب منشی امیر احمد صاحب
برادر خورد مصنف

قبلہ من شوق سخنور شوق	مثنوی تازہ و رنگین بگفت
اتر بخوش آمد و تاریخ او	نوکل گلزار مضامین بگفت

مجا جناب شیخ محمد حسین صاحب لکھنوی تاجریہ

واہ کیا اچھی چھی ہے شنوی	ہے یہ شوق نامور کی یادگار
العجب لکہ مصرع تاریخ سال	جام دانش اتخار و نگار

بقا جناب میر بادشاہ علی صاحب خلت جناب میر وزیر صبا امرچ

آبدار اور مصفا ہے یہ نظم	واہ کیا تازگی و جدت ہے
جا بجا دور و قرین شہر شہر	دعوم ہے تذکرہ ہوشہر ہے
راستی میں بھی ہر اک مصرع تر	ایک معشوق سی قیامت ہے
دی ندا ہاتھ غلیبی نے مجھے	کس لیے منکر سن ہجرت ہے
لے بقا شوق سے یہ کیسے تپ	مثنوی آئینہ حیرت ہے

اقطعات تالیخ ترانہ شوق

امیر جناب نشتی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی۔ استاد نواب کلب علیخان
بہادر مرحوم والی رامپور و شاگرد جناب تدبیر الدولہ مدیر الملک
نشتی سید مظفر علیخان بہادر امیر مرحوم و مغفور

شعریا شاعری کا جوہر ہے
حرف حرف اس کا تیز نشتر ہے
چمن نظم میں گل تر ہے
بیت بیت اسکی ہلاک گوہر ہے
سطر یا گیسو معنی سیر ہے
نہشیں آئینہ سکندر ہے
یا کوئی شوخ جو پیکر ہے
کہ عروس سخن کا زیور ہے

شعری کیا ہے کا نامہ ہے
دل بین چھٹی ہین شوخیان اسکی
اسکا ہر شعر ترنزاکت سے
در شہوار ہے ہر اک مصرع
ہے ہر اک صفحہ عارض محبوب
شانہ زلف پری کا ہے لفظ
حسن معنی عیان ہے لفظوں سے
سال تالیخ امیر نے یہ کہا

فضل جناب افضل الدولہ مظفر الملک نشتی سید افضل علیخان بہادر
شوکت جنگ خلف اصغر جناب تدبیر الدولہ امیر مرحوم و مغفور

ہے یہی وجہ یا حسن و عشق
دستِ راز دیا حسن و عشق

واہ کیا مثنوی یہ نادر ہے
شوق میں سال طبع لکھ افضل

آٹھ جناب نشتی محمد الفت علی صاحب رئیس قصبہ بھی شاگرد جناب مرحوم بلکری

بہادر احمد علی شوق آنکھ ہست
راے اور دشمن تر از روئے صبیح

نکلے یہ زبان اہل فن سے
 رنگ اس سے نہ خجملے کسی کا
 یہ رنگ شفق جو دیکھ پائے
 روئے مئے سرخ کا پیالہ
 گل زرد ہو پتی پتی بھر جائے
 روشن ہو یہ غزنی معانی
 صفحوں کی چمک کھلے یہ وہ
 محبوب ہو چاند منہ چمپائے
 ہو لفظ میں حسن معنی خوب
 آنکھوں میں رہے یہ نور نیکر
 عاشق اپنا خیال سمجھے
 ارباب سخن کو زن مری قد
 میں ملک سخن میں کچھ نہیں ہوں

لعل اوٹکے ہیں شوق نے دہن سے
 شمعوت کا رنگ ٹھہرے پھیکا
 شب کی چادر میں منہ چمپائے
 داعی ہو حسد سے قلب لالہ
 پان خور وہ حسین کا منہ بگر جائے
 قصہ یوسف کا ہو کسائی
 سائے کے لباس میں چھپے دھوپ
 بدلی کی نقاب رخ پہ ڈالے
 جیسے گھونٹ میں لڑے محبوب
 جال میں کرے سرور نیکر
 معجزن اپنا جمال سمجھے
 چمک کے بنائیں درے کو بد
 بان کشت سخن کا خوشہ چین ہوں

جتنی میرے سخن کی ہو دھوم
 سب ہے فیضِ آسیرِ مرعوم

انجمن ہو اسے آرزو میں
 انجا ہوئے طالب اور مطلوب
 جو حیرہ کہ تھا جسے لگا
 بجز ہے لوجھکے اسے سر پر طکر
 لکھوئی ہوئی پھر جو پائی دولت
 کیا وقت تھا کیا گھڑی تھی کیا دن
 قدموں سے لگا تھا عیش جاوے
 بے او سکے محل تھا چشم بے نور
 مان کے پانوں پر گر کے پامرد
 حورین تو تھیں تین ایک ترا
 اختر نہرہ کو کھنکھ
 مل جل کے وہ یوں ہے و ن یں
 پتا سا اوڑا وہ گل کی بو میں
 با ہم ملے یوسف اور یعقوب
 اب گل کے ہوا وہ باغ کا گل
 بیٹے سے ملا وزیر بڑھکر
 خلعت بخشے لٹائی دولت
 صدقے اول دن پہ عید کا دن
 ہر نقش تھا سر نوشت جمشید
 روشن کیا اوسنے چشم بدور
 لپٹا قدموں سے صورت گرو
 بیج مسکون میں چاروں تختہ فرو
 مارا تھی تو برج اوسنے پایا
 دندان جیسے رہیں دہان میں

خاتمہ

نیرنگ سخن دکھا چکا تو
 شد کا شکر آج ادا کر
 مقبول ہو یہ فسانہ شوق
 ماضین کلین نہ اس بیان میں
 لیکن کہیں نہ اہل فن حرف
 سر سجدے کو بے قلم جھکا تو
 ماتھا رگڑاوریہ انتخاب کر
 ہر بزم میں ہو ترانہ شوق
 پھولے پھلے گلشن جہان میں
 لیکن کہیں نہ اہل فن حرف

حیرت تھی جبکہ اشتیاق
 ہر دم زدہ ساری انجمن تھی
 چشم کے حیر کا قاتل تھا
 انگشت بدلی چین کی غم سے
 گل تھے داعی مثر تھے داعی
 غم سے ہوئیں آبدیدہ نہرین
 زہرہ گریان تھی غم کے مالے
 دن ہو یا شب سحر ہو یا شام
 دکھلا تا تھا عالم روانی
 مانا کہ نفس کبھی نہ دم لے
 وہ آگے روان ہوں تیر گر جائے
 ہو جائے وطن وطن میں ہوئے
 غل ہو گیا ماہ عالم آیا
 کہتے سنتے ہنسی ہنسی میں
 جو رجعت ہر کے تھے منکر
 مشتاق جمال شہر بھر تھا
 سکے ملنے سب اس مثر سے
 پتی میں لیا نظر نظر نے
 لطان نے شا تو دل ہوا شاد

ابروں مردہ کے تھے یا طاق
 پیشانی فرش پر شکن تھی
 آنسو کے منہ کا رنگ فق تھا
 پھل گر پڑے مثل بارہم سے
 سارے برگ شجر تھے داعی
 بیچینی سے تملائیں لہریں
 آنسو تھے کہ ٹوٹتے تھے تلاء
 تھا صورت نبض چلنے سے کام
 پانی پر ہوا نہرین پہ پانی
 چال او کی جو دیکھے تو قدم لے
 خورشید پہنچے ساتھ پھر جا رہے
 مرغان میں چین میں پہنچے
 پھر کرشن مردہ میں دم آیا
 پھیل گئی گلی گلی میں
 کچھ اونکو نہ گفتگو رہی پھر
 چشم عاشق ہر ایک در تھا
 ماتم دعا دوا ہاں در سے
 دل نذر کیا بشر بشر نے
 بولی امید حسنا آباد

سفر کے رستے پر لانا وطن میں آکر اپنا وطن سے ملنا ملانا

رندوں کو بہت بھلا نہ ساقی
 مے پنی کے یہ جھوم لین تو چلین
 شہزادے کو لو لگی وطن کی
 بیٹھے بیٹھے اوٹھا دل اکبار
 سوچا کہ نکلیے نام کی طرح
 پردیس میں انتشار کیتک
 کیا لطف جو گھر بشر سے چھوٹا
 روشن ہو کہاں چراغ کس کا
 غربت کا ٹٹا سی دل میں کھٹکی
 زہرہ کو جتائی چاہ اوسنے
 دانا تھی وہ سمجھی ٹالت کیا
 ہتھیاروں کی راہیں کون روکے
 اتھا کوئی عزیز اوس کا یوسف
 لیکر زرو مال جو تھا درکار
 لکھ کی صورت ہوئی نرالی
 شیشہ بے بادہ خلد بے حوالہ
 دیوارین سکوت میں کھڑی تھیں

کرکشتی سے روانہ ساقی
 منہ جام کا چوم لین تو چلین
 طائر کو ہوا ہوئی چمن کی
 آنکھوں میں وہ سر زمین ہوئی خار
 موج آئی کہ چلیے جام کی طرح
 بالاسے ہوا غبار کیتک
 کیا حسن جو بال سر سے ٹوٹا
 پھل دے کسے نخل باغ کس کا
 بچن دس کی تھی سفر پہ ہرٹ کی
 حسرت کو کیا گواہ اوسنے
 دم دھلکے کا جال ڈالنا کیا
 عشاق کی آہیں کون روکے
 سو نپا اوسے ملک تے کلفت
 راہی ہوئی چھوڑ چھاڑ گھر بار
 بے عقل و ماغ جیسے خالی
 پہلو بے یار دیدہ بے نور
 شمعین یکسر جلی پڑی تھیں

بولا کوئی سحر اگر سکھاوے
 پھر میں زہرہ گو بس میں لاؤں
 جھپسی جو پتے کی اوسنے پائی
 جل بھن گئی تاؤ کھا کے بولی
 مجھ سے رہو دور درو رہی تم
 اس چاہ کا میں مزہ چکھاؤں
 منہ میں جو آیا باک کے چل دی
 گزرے کچھ دن جو بہتے بہتے
 شہزادے نے منہ کے عقد کھولا
 زہرہ اختر تھے دونوں رضی
 زینت کا کیا جو شب نے سامان
 مہتاب کی آرسی عیان کی
 دل کھول کے ملنے کو سدھائے
 اختر نے حجاب کی نظر سے
 منظور او سے خود تھی پردہ داری
 کہتی تھی حیا پہ ظلم ہے سخت
 کا ہے کوئے کسی کی کوئی

میرے دل کی لگی بچھاوے
 چاہوں جو ناچ وہ نچاؤں
 منہ پھیر لیا جو منہ کی کھائی
 مجھ کو نہیں بھائی یہ ٹھٹھولی
 ہو بد نظیرے ضرور ہی تم
 زہرہ ہوں بھین کنوین جھنکاؤں
 بجلی کی طرح چمک کے چل دی
 چھیرا لوگوں نے کہتے کہتے
 اوس سے کہا اس کا دل ٹٹولا
 عقداؤں کا کیا بلا کے قاضی
 مارے بے جینی جبین پہ افشان
 اور مانگ دکھائی کمکشان کی
 اک بمرج شرف کو دوستارے
 در بند کیے ہوا کے ڈر سے
 منہ پھیر کے آرسی اوتاری
 آتی جاتی ہے سانس بخت
 کیا جانے پر اے جی کی کوئی

یاہ عالم کا پردیس سے گھیرانا۔ زہرہ کو

ماتھے پہ جو ناز کی شکن ہے
 گھونگر بالوں میں ہین تو ہین پھر
 بان پھول ہین گال پھر تمہیں کیا
 ہو دہنت تمہیں دکھاتی ہو نہیں
 چوٹی جو دکھاؤں میں تو کیا ہو
 لچکاؤں کم تو کیا کرو تم
 مین ناز نہ کم کروں گی بان بان
 میری منھدی کی لاگ دیکھو
 آنکھیں تو ہین سامنے تھلے
 تم دیکھتے ہو ادا میں جتنی
 لالچ کی نطرنہ ڈالتی ہے
 کیلے ہو کچھ سنوں تو میں بھی
 آواز جو دھیمی اس قدر ہے
 کیوں آنکھوں میں آ رہا ہر پانی
 آنسو ہین یہ۔ بان سبب میں سمجھی
 یوں ہی ترس آیا۔ یہ نہ مانوں
 تم لاکھ چھپاؤ کھا کے قسمین
 احسان کے بدلے تم کو کیا دون
 کیا تم مرے ہو سچ بتاؤ

یہ تو مرے حسن کی پچین ہے
 پھترے جالوں میں ہین تو ہین پھر
 بان ہونٹھ ہین لال پھر تمہیں کیا
 لسانہ کہ منہ چڑھاتی ہو نہیں
 شبھ تمہیں عیس ناگ کا ہو
 چمکاؤں نطرنہ تو کیا کرو تم
 گھنگھر وچمچم کروں گی بان بان
 ہاتھوں میں لیے ہوں آگے کیو
 دیکھو دن ہی کو شب کے تارے
 پلو میں بندھی ہین ایسی لٹنی
 کچھ اور نہ دیکھو بھالو۔ دیکھو
 قابل سننے کے باتیں ہین بھی
 شاید مرے سرے کا اثر ہے
 یہ تو ہی مرض کی اک نشانی
 پچین پلٹ آیا اب میں سمجھی
 کیا تم کو میں دل کانیا جازن
 پوشیدہ غرض تھی اس ترس میں
 بان قید میں ہو تو میں چھوڑا دون
 کیونکر مرے ہو مرے جاؤ

ہائے سے بدن کے دھوپیلی
 جب گندم کے اوسے چھوڑی آپنی
 رنگین کئے دونوں لب بوسی سے
 شاخ گل سرودہ تن کے پھوٹ
 کان اسکے تھے موتیوں میں اس طرح
 ہیرے کا کنول تھا جسکی تھی لنگ
 قد میں زیور کچھ اس قدر تھا
 دھانی کپڑوں میں تن کا یہ حال
 ہاتھ اپنی کمر پہ رکھ کے ٹہلی
 بولا کوئی پر غم نہ کیوں ہو
 بولا جو کسی کا دل ہو بے چین
 بولا جو نہ ضبط کر کے وہ
 بولا تو ہو خون یوں کسی کا
 بولا یہ ستم ترس کے بدلے
 بولا کہ ہوس ہے اور ہی چیز
 دنیا میں نہ ہو جو عشق کی ذات
 اتنا کہ فی شکل پر نہ اترے
 بولی کہ چلو چلو ہوا ہو
 اتراتی ہوں ناز کرتی ہوں میں

رخ صاف تھا آرسی تھی میلی
 ناگن صحن چمن میں بولی
 رونی کالی گھٹا اسی سے
 بالی پتے پن کے پھولی
 عاشق کا دل آبلوں میں طرح
 تھی ناک نگار کی وہی لونگ
 چنگی کا پھلا ہوا شجر تھا
 مینا تو زمر دین تھا مے لال
 اختر کو نظر پہ رکھ کے ٹہلی
 بولی کوئی نا صبور کیوں ہو
 بولی تو ضبط کر کے چین
 بولی۔ تو مرے جو مرے وہ
 بولی۔ تو ہوا کرے مجھے کیا
 بولی یہ کو۔ ہوس کے بدلے
 یہ عشق ہے عشق قدر کی چیز
 بول چھے پھر کون حسن کی بات
 لکھی رہی اور لکھی رہ جائے
 مینے تو نہیں کہا کہ چاہو
 بان بان بنتی سنورتی ہوں میں

اختر نے وہ لوح پاک کے لی راہ
 قنصل باب ظالم توڑا
 دکھیا تو نہ وہ فنون نہ وہ لاگ
 لعل پر پڑی جو چوٹ بھاری
 نکلی جو برنگ کمشان راہ
 رہ رہ کے جگر سنبھالتی تھی
 سسکی لب پر شکن جبین پر
 گردن نہ اوٹھاسکی وہ کفام
 پوشیدہ غبار سے تھی صورت
 دکھلاتے تھے بال او کے اڑ کر
 ہوا اپنے چمن میں پھر نہ
 مہمانوں کو لائی پستیلیوں پر
 ہاتھ پٹم ملے جو تکتے تھے راہ

چتر سحر کی کافی صورت کام
 دوزخ گوارم بنا کے چھوڑا
 گلزارِ خلیل ہو گئی آگ
 فی النار تھا ایک پل میں ناری
 زہرہ نکل آئی صورت ماہ
 ایک رگ کے کمر سنبھالتی تھی
 اچھل منہ پر نطن زین پر
 احسان کا بوجھ شرم کا نام
 جیسے خاطر ہو پر کدورت
 اوڑتی ہوئی ناکنین ہوا پر
 روح اپنے بدن میں پھر کے آئی
 دولت یہ بڑھی کہ بھر گیا گھر
 آئے وہ عنبر زین جو تھی چاہ

عاشق و معشوق کا وصال یعنی زہرہ اور اختر کے عقد کا حال

ساتی آمیکدے کا درکھول
 مے پینے کو رہا آڈٹے پھر
 جب بیج میں اپنے آئی زہرہ
 دھودھا کے جو صاف کر لیا تین

ختم صلوٰۃ چشم منہ گر کھول
 چلو چلو ابھی بٹے پھر
 کچھ اور ہی راک لائی زہرہ
 بجلی وہ نکھر کے جیسے کندن

وہ بے رخ و غم اس کے دور بھولے
 بولا کہ طلسم ہے بلا کا
 اس آگ میں کون آدمی جائے
 بولا کہ بلا کا ڈر کہاں تک
 آتی ہے بلا تو کشتی بھی ہے
 کاکل کالی بلا ہے لیکن
 تھی فقیر عقل میں پری فرد
 بے آب ہو خاک تشنگی دور
 ہم قوم تھا ایک صاحب دل
 پیشانی صاف آب کوثر
 گونگا بولے جوب ہلاکے
 عقدہ کرے حل دہن جو کھولے
 گھر اور سکا تھا دامن جیل میں
 بادل کی طرح اوڑی ہوئی
 آئینہ تھا قلب صاحب فن
 منہ کھلتے ہی در کھلا سخی کا
 دی لوح کہ وہ طلسم ہو گرد
 یون لے کے روان ہوئی وہ بیتاب
 غم لے کے گئی تھی عیش لائی

اپنی بیٹی حضور بھولے
 شعلوں سے گذر نہیں ہوا کا
 دوزخ میں نہ کوئی جیتے گی
 پتے کو ہوا کا ڈر کہاں تک
 بڑھتی بھی ہورات کھتی بھی ہو
 ہوں موے سیہ سفید الدن
 سمجھی کہ نہ جائے بے دوا درد
 بے مے نہ مے خمارِ ثمور
 عالم زاہد فقیہ کمال
 داغِ سجدہ جناب کوثر
 پتلی تو کاہ سے جلاوے
 زندہ کرے موت کو جو بولے
 وہ لعل تھا سنگ کی بغل میں
 پاس اسکے وہ مثل صبر آئی
 اندھیر کا حال سب تھا روشن
 کھویا باتوں سے درجی کا
 ہوا تیش سحر مثل گل سرد
 جس طرح روان ہو کوہِ سحر آب
 غنچہ گئی پھول ہو کے آئی

لیکھا کیا سب کو یوں خدا نے
مل مل کے وہ تہ توں کے چھوٹے

حس طرح انار میں ہوں نے
ایسے پھولے کہ ہندو سے

خترنی بچنی اوڑھنا دیکھا سمجھنا مشتری کا فقیر کو پس سولح لانا

ختر کا لوح لیکے جانا ساحر کو مار کر زہرہ کو قید طالع سے چھوڑانا

نئے نہ جین گے رند ساقی

ہنس دے چین چین سے حاصل

آئینہ ہوا جو راہ ہم دم

دیکھے اختر کے داغ او سنے

بولاکہ ارے شرم نہ ہو تو

دل جا کے نہ ہاتھ آئے

وانائی نہیں کہ سم کو پیسے

کیا داغ ہے زر کہ کام آئے

لے جان کہ سوچ جی میں چھپے

یہاں پند زبان پہ تھی وہاں آہ

بولاکہ نہ بولو دل ہے غمناک

ہوا بتو لگی ہے پلہ ہے سرجاے

مارا دل پر نظر نے بھالا

گیسو میں بلا کی طرح گمیرے

واللہ بین گے رند ساقی

ہاں کہ منہ سے نہیں ہو حاصل

آیا چکر میں ماہ عالم

جلتے پائے چراغ او سنے

جی ہو تو جہان جی نہ کھو تو

کچھ قرض نہیں کہ پائے گا پھر

دل دل میں قدم کبھی نہ رکھے

کیا غم ہے مگر کو کوئی کھائے

گھن وانے کو کھائے چپکے چپکے

یہاں جان عزیز تھی وہاں چاہ

مر جھائی ہوئی کلی کھلے خاک

وہ تب نہیں عشق جو او تر جاے

جادو آنکھوں نے مجھ سے والا

چوٹی پیچھے پڑی ہے میرے

پہلی نہیں پھرتی تو مہینے سے
 رخ کہتے کوئل مگر نہیں تنگ
 بسے روچے ماتے عمر کے تھکاخ
 زکات تھی تو بے ناک تھی پھسکی
 ساتھ ہی میم پڑے تھے طرح
 عقدہ ہوا صل جو منہ سے بولی
 شہزادے کی کلمہ اونکی سنگر
 بولی نالان نہ مثل نے ہو
 کانا کیتاک قدم کو روکے
 رقم دیکھو تو ہجر وصل دکھلا میں
 کہ منگے ہوا ہوئی وہ اور کرا
 شہزادے تک آئی آئی آئی
 یوں آئی وہ جس طرح شبے صل
 بوجھا پایا کہ پایا
 سوکھے دھانوں پڑا جو پانی
 شب بھر جو رہی ہوا سحر کی
 اتنا تو نہ چل سکے سلم تیر
 چرسا یہ نہ دے سکا کوئی ساتھ
 پہونچی وہ پری جو ساتھ لیکر

زمین میں نہیں زمین خم نہیں سے
 لب نام کو لعل ورنہ ہیں سنگ
 او ترا ہوا دائرہ تھا یا رخ
 آنکھیں بیمار تھیں کبھی کی
 کنکر تھیر زمین پہ جس طرح
 خاطر کی گرہ زبان سے کھوٹی
 اختر کے جنون پہ سر کو دھنک
 ہے مرحلہ کون جو نہ طے ہو
 ہچکی تاجپنہ دم کو روکے
 لب مہین جُدا ہوں مہینے میں
 لی نہ کی نہ راہ مثل صرصر
 روتی گئی مسکراتی آئی
 با بعد خزان بہار کی فصل
 گھر گھاٹ او سے ملنے کا بنایا
 پانی نئے سر سے زندگانی
 لی نور کے ٹرکے راہ او دھکی
 جلاد کا خنجر اون سے کہ تیز
 گرتا پڑتا رہا یہی ساتھ
 باہم ملے دو نون ماہ و اختر

مشری کا جستجوین جانا۔ آخر دخت امیر اور سب بچھڑے

ہو و تلو پانا۔ شہزادے کے پاس آنا۔ سب کو باہم ملانا

آخر کچھ میکرے میں ہے بھی
لایا وہی چیز لایا سانی
یوسف کی وہ مشری تھی جو یا
جس طرح ہوا یہ لگے ابر
ہر سمت نگاہ چشم میں
تب تھی گویا کہ چڑھ کر اوتری
پہونچی ساحل پر مثل جاوہ
لائے اوسے شہر تک پری کو
سمجھی کہ سحر ہوئی مری شام
نغمہ اپنے ہی ساز کا ہے
پوچھا پوچھا پتے پر آئی
ڈرے کی مثال ہے سہراک
میل و نین پروں میں جیسے لاسا
میں کسی مرغ کے بدن پر
م مثل قدم رکھا ہوا تھا
کہ ہے پیکر گلی وہ

ہماتی بھی نہان ہے اور ہے بھی
دیکھو دیکھو وہ آیا سانی
آخر کی اودھر پری تھی جو یا
اوتری پھرتی تھی یوں وہ بے صبر
مثل تار شعاع خورشید
باز و جو تھکے زمین پہ اوتری
فیتہ فیتہ پری پیادہ
تفتیش کف پاتھے رہا کو
آخر کا سنا جو ہر طرف نام
نہ رنگ اوسے عشقا زکا ہے
دل میں لیکر سنی سنائی
دیکھا آخر غریب عنناک
ل اوکھے ہوئے طبیعت آسا
سب ہو صد چاک پیران
سر شکل مژجھکا ہوا تھا
پر دخت امیر سے ملی وہ

پھیلی اس طرح غم کی تاثیر
 دل پر کھائی نگاہ کی چوٹ
 راہی وہ ہوئی وہیں تھا یہ
 بیٹھا بچا رہ رہ رہ رہ رہ
 جو سر کہ تھا اوج سے ہم آغوش
 کیا عشق کا و لو نہ نہان ہو
 یونہی داغ جنوں کے سر پہ چکین
 لو کون کو ملے نئے شکوے
 ساحر کہ فی زہرہ پر قدح
 کھائے ہوئے دل عشق کا داغ
 شہر تھے جو چین اور سکھو یا
 سو جاوہ کہ بھڑکی عشق کی آگ
 خیر جو اوڑا کے اوسکو لیجائے
 زہرہ کو کیا فسون کا پائندہ
 روشن تھی فسون کی لاگ باہر
 شعلوں میں طلسم کے اکیلی
 زہرہ وہاں سے پاؤں تک د
 وہ خاک نشین وہاں فسون سے
 وہ برج میں جیسے سر پہ تاج

جیسے رگ رگ میں سم کی تاثیر
 گھر کو چلی کے راہ کی چوٹ
 اوٹا سا زمین پر جما یہ
 جس طرح گدا سخی کے در پہ
 اب خاک پہ تھا بشکل پاؤں
 ہوا آگ جہان وہاں حوان ہو
 جیسے جگنو شجر پہ چکین
 غنچوں میں کھلے نئے شکوے
 قیدی آفت کے چاہ کا تھا
 شیدا ہے ہمارا لالہ تھا زاغ
 باول کہ گرج کے رونا
 لائی زہرہ تو یہ شیاراگ
 چڑیا بونے کی ہاتھ سے جائے
 اک برج طلسم میں کیا بند
 تھی خاک اندر تو آگ باہر
 لائے کی چمن میں تھی چیلی
 اختر یہاں گرم تالہ
 یہ خاک بس یہاں جنوں سے
 یہ سکتے میں جیسے نقش دنیا

یوں شہر میں پہونچے چلنے والے
 اختر گزرا جود ہلکا رہا
 اوس ملک پہ حکمران وہی تھی
 انہرہ مشہور دس میں وہ
 کا کل وہ بلا کہ پڑھ کے دل لے
 تھی مانگ کہ راہ بلی بن کی
 ماتھے کی چمک سے ماند سورج
 تلوار میں بھینوئی کاٹ میں طاق
 ایسی دنیا میں ہوگی کم ناک
 تنگی سے کھلے دہن یہ مشکل
 شیخے او پر جود و نون بخت
 دانتاوسکتے تھے ہاں بخت تھے لب
 گالوں میں تھی جوش پر جوانی
 لہرہ اوس کا تھا آفتابی
 بکرت تھی کہ کوچ کس قدر ہے
 دیکھا تو نظر لڑی غضب کی
 کا کل بولی کست و والو
 زہرہ کا بھی کچھ سے کچھ ہوا حال
 کیا اوس نے فقط نظر سے دیکھا

مانگوں ریا ہوں جیسے نالے
 گزری اک منہ لقا نظر سے
 اوس خاک پہ آسمان ہی تھی
 تھی حمد انسان کے بھیس میں وہ
 وہ مانگ کہ سر پہ چڑھ کے دل لے
 حسد یا چین اور ختن کی
 دونوں رخسارے چاند سورج
 دیدے دونوں بلا کے قزاق
 تھی عطر گلاب کی قلم ناک
 پھر بھی نکلے سخن پہ مشکل
 زیر و زبر کلام رب تھے
 ہیرے کے تھے دانت لعل کے لب
 جیسے ہانڈی میں گرم پانی
 ہلکا بادل لباس آبی
 یہ بال کسانیاں یا کمر سے
 بر چھپی سیدھی پڑی غضب کی
 چتون بولی کہ دل اوڑالو
 چکی اختر کی شکل پر مال
 دل سے دیکھا جگر سے دیکھا

آنکھیں جو کھلیں نصیب جاگے
 کرنے لگی مشیر کی اشار
 جگو گھبرے تھی یاس کی شکل
 وہ بچ کے دن وہ غم کی راہیں
 پایا جس کو پہنچا تھا جس سے
 لب و اجو ہوئے تو عقدہ و اٹھا

اقبال تھا سر پہ دولت آگے
 ہے عید کا چاند مٹھ ہمارا
 لکھا ہوئے پھر حواس کی شکل
 نگہیں دونوں میں کھلی باتیں
 سے کہا اس سے اس سے اس سے
 پٹ سے درگھلے تو پردہ گیا تھا

ختر کا ایک شہر میں گزر رہا
 اختر پر لگا وٹ کی نگاہ
 اختر کا ہجر کے خیال سے دُنا
 زہرہ کو طلسم کے ترح میں قید کرنا

خوش خوش بیٹھے ہیں پینے والے
 دل ٹوٹ کے دُخت رز سے اٹھا
 وہ تاجسیر راہبر وہ اختر
 سیاس کے گھاٹ اوڑھ کے روئے
 آنکھیں یوں آنسوؤں سے پر آب
 دن ہو یا شب سحر ہو یا شام
 داغوں سے بدن فلک کی صورت
 چکر میں ادھر تھا ایک و ادھر ایک
 سب باد ہوائی کرتے تھے کشت

ساقی کے گئے مین ہاتھ ڈالے
 دیئے لگی زلیخا موج جھٹکا
 وہ دُخت امیر اور وہ لشکر
 ساحل سے کنارہ کر کے روئے
 ساون بھادون کے جیسے تالاب
 اگر دُشس انکو برنگ ایام
 کاتون سے بدن پلک کی صورت
 اتھا سوزن ساعت و نین ہر ایک
 اک شہر ملا جو طے ہوا دُشت

پتوں کا جو کوئی پیر پائے
 تن ضعف سے خار پیر ہن میں
 پہلو میں نہیں تیرا دم بھر
 بولی پھر اب کہ کہ چلے
 یہ کہہ کے بدل کے رخت اپنا
 بیچین سر تخت دونوں طرح
 شمعین دو تختیں مگر لگن ایک
 وہ تخت اوڑا وہاں سے اسی طرح
 چلنا تھا وہی وہی تھا آنا
 دیکھا تو پڑا ہوا تھا غمناک
 حیرت زدہ چلیوں سے دیے
 پیر گرد تھا بسکہ چہرے کا خط
 سرد اور رنگوں پہ کہنے والا
 کیسو جو چکٹ کے بل گئے تھے
 جب وہ آواز پر نہ بولا
 لوٹنے لگی بیٹھ کر یہ گلرو
 گل گال گلاب تھا پسینا
 بیدم کو جو ہوش یوں نہ آیا
 غفلت لب کے اثر نے کم کی

تو پیٹ کی آگ وہ بجھا ہے
 رخ گرد سے چاند ہے کہن میں
 دل ہے گویا گھڑی کا لنگر
 بولی کیونکر کس اسبیلے
 اور کر لے آئی تخت اپنا
 دو آنکھیں ہوں ایک رخ میں طرح
 تھے پیر تو دو مگر چمن ایک
 جھپٹے ہوئے رخ کا رنگ حسب طرح
 کیا دور تھا تیرے سے نشانا
 نقش کف پا سا تھا سر خاک
 میخانوں کے بدلے تیکڑے تھے
 گویا کہ خط غبار تھا اٹھا
 کندے سو کھٹے شجر میں جالا
 کچھ سانپ سمٹ کے مل گئے تھے
 جواڑے سنے تب اپنا کھولا
 آنچل کی ہوا تو بالوں کی بو
 چہر کا اوٹھین گالوں کا پسینا
 لب پر لب رکھ کے سر ہلایا
 کچھ تب غبار تر نے کم کی

تھا تھوڑے دنوں میں دل بھپھولا
 جو بات ہو وہ بھانوی کی ہے
 بے سمجھے یہ سمجھوں کس طرح میں
 بولی اشد رسی بدکسانی
 موقع تو یہ میل جول کا ہے
 اجنت آج تمھارے آگے لایا
 بولی کہ یہ باتیں کون جانے
 سایہ کیسا عجیب نہین تم
 بولی اچی دیکھو میں پر ہی ہوں
 میں تمھیں ڈھونڈھنے کو جانی
 در در گئی رہ گزیر کی صورت
 ہو ہو کے بسی میں ہر چمن میں
 فردوس ہے کیا چمن تمھارا
 بولی ہاں اب زبان لے لو
 ایک بات کہوں جو مان لو تم
 اچھا کی صدا دہن سے نکلی
 آخر پوچھا کہ چپہ خیر ہے
 بولی کہ پڑا ہے دشت سے کام
 وہ دشت ہوا جہان کی مسموم

اب تم نے کیا جلا کے کولا
 نہر چال تمھاری داؤ کی ہے
 دل اور زبان ایک ہی ہیں
 میں یا گئی داؤ جا نقشانی
 تم جنک پتہ تل پڑیں یہ کیا ہو
 انسان کے پیر ہن میں سایا
 آپ آئیں پیسلیان بھجائے
 دامن نہین ابیر تر نہین تم
 شہزادے کی لونڈی مشتری ہوں
 ساری دنیا کی خاک چھانی
 گھر گھر پہنچی شہر کی صورت
 آئینہ بی بہر آب من میں
 کیا نام ہے یا من تمھارا
 بولی ابھی گالیان تو دے لو
 بستری کو کثیر جان لو تم
 پوچھ پتا من سے نکلی
 وہ ماہ اسے مشتری کہہ رہے
 مانند ہوا ہے گشت سے کام
 یا کوم و ہاں ہین یا ہین قوم

بولی یہ کہ ہوش میں بس آؤ
 صورت ہی یہ اور ہی کہیں کی
 اتنا توند رتے ہونکے لڑکے
 روئے کو پڑی ہیں اور راتیں
 جگ یا ہے اکیلی نرد بہتر
 بولی کہ اکیلی نرد کٹا جاے
 بولی اتنا مجھے بتا دو
 بولی مرے پاس صرف دم ہے
 بولی مری جان دم نہ دو تم
 سو باتوں کی ایک بات سن لو
 بولی کہ نہ دوں گی یوں زبان میں
 کیوں مانگتی ہو زبان کیوں جی
 آخر کیوں میں زبان کھو کر
 انجان کو کوئی جانے بوجھے
 جب تک میں بات پانہ جاؤں
 بولی میں دشمن نہیں ہوں
 صندل ابھی درد سر کا ہونگی
 بولی نہ ستاؤ کہتی ہو کیوں
 صندل کو لگاؤں آگ جل جاے

ایسی بھی تہ پیرہ کٹی اور آؤ
 لینا نہ ذرا نہیں نہیں کی
 تھا مودل کو ہر تہ نہ دھڑکے
 مجھ سے کرو پہلے ہنس کے باتیں
 جوڑی کہ گھر ہے فرت بہتر
 ہو فرد گھر تو قدر ٹھٹھ جاے
 جوڑی جو ملاؤں میں تو کیا دو
 اور اسکے سوا جو ہی تو غم ہے
 اور غم کا تو نام اب نہ لو تم
 چپکے سے زبان مجھ کو دے دو
 اکیلی نہیں کچی گولیاں میں
 اکیسے کے زبان چاٹ لوگی
 اگونی بنوں بے زبان ہو کر
 آنکھیں کھلیں اونچ نیچ سو مجھے
 دھڑکا ہے کہ منہ کی کھانہ جاؤں
 ستم مج کو نہ جانو انکسین ہوں
 مرہم نہ ختم جس کا ہونگی
 نہ خنوں پہ نمک چھڑکتی ہو کیوں
 مرہم پڑے بھاڑ میں پھل جاے

کا توں سے سنا محل میں کچھ شور
 دیکھا کہ ایلی زور رہی ہے
 زینے کی طرف بڑھی و بے پاؤں
 ملنے کا جو مل گیا کچھ انداز
 ظلمت سے عیاں ہوئی وہ اس طرح
 سلیم جو کی جواب پایا
 پوچھا کہ لقب کہا پریشان
 پوچھا مقصد کیا کہ پانا
 اپنی کے عوض کہی پرانی
 سن ہو گئی وہ کہ بات کیا ہو
 پٹائی کہ داغ دے نہ پھول
 یوں ڈر گئی وہ قہقہے سے ج طرح
 نبضیں جو بدن کی حل ہی تھیں
 کہنے لگا ماتھے کا پسینا
 ایسا کچا تھا چہرے کا رنگ
 دیکھا دیکھی ہوئی یہ صورت
 اوں نے پوچھا کہ نام کیا ہو
 یہ اور بڑھی تو ہٹ گئی وہ
 دن کی پوچھی تو شب کی کہی

چھپر جھانکی وہ جس طرح چور
 سوچی یہ کہ ہو نہ وہی ہے
 سنانے کی روش چڑھی و بے پاؤں
 ظاہر ہوئی کھلے صورت راز
 سر کے بالوں سے مانگ جس طرح
 غمیدہ اوٹھی ملی ٹھہرایا
 پوچھا کہ سبب کہا کہ طوفان
 پوچھا مطلب کہا ملا تا
 اولی گنگا غرض بے سائی
 یہ بیج چلی تو گھات کیا ہے
 ایسا نہ ہو یہ چراغ ہو غول
 دل بل گیا پھل ہوا سے ج طرح
 سب لکیر اچھل رہی تھیں
 چھلے نہ کھتا ہے نہ بکینا
 آنسو جو ہے تو ڈھل گیا رنگ
 اچھی مٹی کی جیستی مورت
 اوں نے پوچھا کہ کام کیا ہو
 تھپے سے آؤ گھر کے کٹ گئی وہ
 سر کی پوچھی تو لب کی کہی

بولی وہ کہ عیش و نعم ہیں ساتھ
 امید ہے دم کے ساتھ باقی
 کیا عیش ہے عیش کا زمانہ
 تدبیر سے کام چل ہی جائے
 بے منتہی زبان بولنے کو
 جی کوئی کڑی پڑے نہ ہلے
 میں ہوں سرگرم جستجو
 رات آگے یہیں بسر کرونگی
 بچے اللہ کی قسم ہے
 شب بھر رہتی قریب پہلو
 میرے مثل سیم چلتی
 موقع پر بدلتی وہ نیا روپ
 دیکھا کسی گھر کا در اگر بست
 جالی سے غبار بنکے پہونچی
 بھرتی رہی رات دن وہ دلوں
 آوارہ برنگ بوہوائی
 سب شہر بابتھا اوکی بو سے
 باتوں باتوں جو بات پائی
 پتار رخت بشر پر ہی نے

دو بار دن کا جلسہ ہاتھ میں ہاتھ
 مے پھرے زندہ ہے مہم جو باقی
 جس کا ممکن نہیں چہرہ
 مے کھٹنے پہ جام چل ہی جائے
 تاجن میں گرہ کے کھوٹے کو
 نکلے پتھر سے لعل ہمالے
 سورج کی روش پھرونگی نہ پھر
 دیکھوں گی یہ رخ سحر کر دے گی
 دم ڈھونڈھے لون جو دم میں ہم
 جلسہ گیسو کے پاس
 آگے خود شہید سے نکلتی
 سایہ بنتی کہین کہین دھوپ
 سمجھی کہ یہیں ہے وہ نظر بند
 یاد دھوب کی طرح چھن کے پہونچی
 گھر گھر کئی صورت شب و روز
 جس غنچے میں یا سمن تھی آئی
 پروہ ہوا فاش گفتگو سے
 شب کے پروے میں گھات پائی
 لی بج کی راہ شتر ہی نے

حیران حیران ہوئے بغلگیر
 ہو لا جنگل کسان کہاں تو
 کیون ہو گردش میں صورت چاک
 پیٹھ پٹھین تیرے اس جنون بے
 یان لالہ دشت قلب بیدین
 یان باو صبا پیام آفت
 ٹوکا نہ اری مجھے کسی نے
 ہے آگ یہاں کی باد صحر
 جب سانس کے ساتھ شعلے آئے
 بولی کہ ہو بحر عشق کو جو شس
 بس چھیر نہ اے عزیز بشر
 قسمت سے ملا حبیب میرا
 تو اپنی تو سرگزشت کچھ کہہ
 بولا وہ کہ جان کھو کے آیا
 غردوس سے گل وہ لیکے چلتا
 ہونا طرف وطن وہ راہی
 وہ دخت امیر اور وہ اختر
 دونوں کا کنارے چھوٹ جاتا
 لیکر کسی سرگزشت فرقت

جیسے آئینہ اور تصویر
 کیون رنگ کی طرح ہو روان تو
 چھانی نہیں چھانتی ہو کیون خاک
 لے اس جنگل میں خاک پیٹھ
 یان چشم غزال چشم بدین
 یان سبزہ راہ دام آفت
 روکا نہ سفر سے ناز کی نے
 کر شکر کہ جلنے سے بچے پر
 اللہ ہی جان کو بچائے
 ہوں صورت موج خانہ بردوش
 پوست کی قسم ہو تیری ہی چاہ
 طالع میرے نصیب میر
 نیزنگ قیام دشت کچھ کہہ
 میں بحر سے ہاتھ دھو کے آیا
 خسرو کو وہ داغ دیکھ چلتا
 کشتی کی وہ بحر میں تباہی
 داغ اور نکی جدائیوں کے پیر
 دونوں آنکھوں کا پھوٹ جانا
 دکھلائے وہ خار دشت فرقت

لکھالے سوکھو کر میں نہ جنت تک
 ظلمتِ مثلِ سوادِ دیدہ
 وان جادہ خاک خاک پر بار
 وان مرغ کو مرغ ہی کے پر تیر
 وان نہر کا آب آبِ خنجر
 وان خار نگاہِ چشمِ حاند
 میدانِ مین و صوبِ اگر ٹری تھی
 اوس سے تب ہجر کو جلتن ہوا
 خلتے سے ہوا میں اک چمک تھی
 بالو کی بخت اس قدر گرم
 جو اوس میں پڑا یہ اوسنے جانا
 دن بھر تو پھر کیا ہوائی
 اندیشے سے مثلِ مرغ اوٹے ہوش
 کو دادِ صبح پیر پر سے
 کھانے لگا مثلِ بخت چکر
 چمکاقتِ دیر کا ستارہ
 ایک ایک انگل پہ پاؤں دھرتا
 صورت پہ جو کی نظری تھی
 چوئے اوسنے قدمِ بشر کے

دل سے پہونچے نہ حرفِ لب تک
 شکلِ مردمِ بلا رسیدہ
 وان خورشہ تاک تاک پر بار
 وان شلخ کو شاخ ہی تھی شمشیر
 وان سینے کی نوک نوک نشتر
 وان پھول کا رنگ خونِ فاب
 تلوار کی آبیج سے کڑی تھی
 جلکر کو لالہ شہر کا تن ہوا
 گویا شعلے کی وہ لپک تھی
 ہونگ پھل کے موسم سے تر
 جلتے ہوئے بھاڑ میں ہوا
 شبِ مثلِ بلا جو سر پہ آئی
 بیٹھا سرِ نخل خانہ بر دوش
 پھل جیسے ٹیک پڑے شجر سے
 پھرنے لگا جس طرح پھرے سر
 آئی منظر ایک ماہ پارہ
 پاس اوسکے گیا وہ ڈرتا ڈرتا
 اپنے یوسف کی مشتری تھی
 صدقے ہوئی پھر گئی گھر کا

بولانہ پلنگ وہ ادھٹی جب
جی چھوڑ کے جستجو کی ٹھانی
چوبائی ہوا سے شرط بد کر
بدلی تھی کہ روتی اور پھرتی
جنہر خاک نہ ہاتھ میں کچھ آ یا
کتا تلخ مزہ جو زندگی کا

چولین ڈھیلی کرونگی مین اب
رستے رستے کی خاک چھانی
لکھائے چاروں طرف کے چکر
بجلی تھی کہ جلتی اور گرتی
جزداع فراق کچھ نہ پایا
دل ہو گیا زندگی سے پھیکا

بہتے بہتے ماہ عالم کا ایک جنگل مین نکلتا اور مشتری کا
لچا نام مشتری کا یمن کی جستجو کو چلنا اور پا کر اوڑا لانا

کشتی مے کی جو چل کے ٹوٹی
لیکن ساقی کے سر پڑے رند
وان یا سمن اور ہوا بے بیدار
تختے پہ کسی طرف بہا یہ
دریا میں بھی تھا شکوہ شاہی
ناج اوسے لئے حجاب لایا
موجیں نہ تھیں گرد اوسے راہی
بہتا ہوا دور جا کے نکلا
چھوٹے بھی تھے پیر اور بڑے بھی
سایہ وہ گھنا کہ کچھ نہ سوچے

ساقی سمجھا کہ جان چھوٹی
تلمچٹ ہی کے گھاٹا و تر پری رند
شہزادے پہ پان پڑی یہ افتاد
گو یا تخت روان پہ تھا یہ
سکٹھیٹھا تھا تا بہ ماہی
تھان آب روان کا آب لایا
ہمراہ تھے فوج کے پاہی
جنگل مین کنارہ پاسے نکلا
مٹھے بھی تھے دیو اور کھڑے بھی
منشکل کہ سمجھ پہیلی بوجھے

کیا جانیں کہ دل بھرا ہو کہ سے
 موقع پایا تو لائے گی راک
 ظاہر سے یہاں جدا تھا باطن
 موزن بھر یہ دعا کہ رات آئے
 رہ رہ گئی تول تول کر یہ
 اک شب جسے کہیے چشم بے نور
 چمکین لیکن چمک نہ سو جھم
 لب ایسے نہ ہوں مسی سے کالے
 دیکھا جز شمع سب ہیں غافل
 بجتی ہوئی شمع کی فطرت سے
 تھا تیز روی پہ جسم کو ناز
 گوسون پیچھے حواس چھوٹے
 ہوتے ہی سفید شب کی کاکل
 وان گھر میں سحر کو ہو گئی بھول
 مان بولی وہ سیم نہیں ہلے
 وہ سانس نہ تھی نکل گئی کیون
 سب گھر میں ہیں وہ نہیں یہ تقدیر
 شمعیں کئی پہرے پر گھر میں تھیں
 یہ سب اپنی جلن میں جل جائیں

یہ نیک بنی خیال بد سے
 موسم آیا تو کھیلے گی پھاگ
 رنگ برگ خاتم باطن
 شب بھر یہ بھاگ گھات پائے
 سو بار سیٹے کھول کر پر
 یا تھی نجات سیاہ مجھ پر
 تارے کیا چاند تک سو جھم
 گیسوئے سیاہ سر جھکالے
 آہستہ اوٹھی بصورت دل
 مثل برکت اوڑھی ہ گھر سے
 جس سے بھڑمی پروں کی آواز
 شدید ہو ا کے پاؤں ٹوٹے
 جنگل میں بسی وہ صورت گل
 جو تھی گھر میں وہ زندہ در گولہ
 مٹھی ہوئی خالی ز رہ نہیں ہلے
 کچھ پچانس نہ تھی نکل گئی کیون
 بازی ہوئی گھنے کی بے میر
 آنکھیں انکی بڑی بڑی تھیں
 اللہ کرے ابھی پھل جائیں

لیکن اب وہ پری نہیں ہے
ایسا کیا غم نے زار او سکو
زنجیر میں قفل سی پڑی ہے
گل کھوکھلے نصیب میں ہر داغ اب
یہ سنکے اوٹھی وہ درد کی طرح
آئی تو یہ تھی شکستہ احوال
دیکھا تو ہے کونے میں نہ چاہا
ملکر ہوئیں اشکبار آنکھیں
زنجیر جنون کو کاٹ ڈالا

اور ہو بھی تو مشتری نہیں ہے
دور اوڑکے گرس جو منہ سے پھونکو
زنجیر کی وہ بھی اک کڑی ہے
بچنے کے قریب ہی چراغ اب
چلتی ہوئی آہ سرد کی طرح
ٹوٹا ہوا جیسے زلف کا بال
جیسے مکڑی کے جالے کا تار
چوکا ہوئیں ہو کے چار آنکھیں
دل زلف کے بچ سے نکالا

گھر بار چھوڑ چھاڑ مشتری کا شکر نکلیا نا۔ صبح کو طہر
والیوں کا چکر انا

کس نے اتنا بنا ہی تو یہ
فلتے افلاس کے ہیں ساتی
جب دور ہوئی بلائے زنجیر
الفت کی بیور کا آیا جھونکا
کٹ کٹ گئی تھیں پٹے آئین
دھیمی جو پری کی چال پائی
وشت نہیں اب سنبھل گئی ہے

کیسی تو بہ اہی تو یہ
پھر رند ہیں جو دم ہے باقی
حکلی پھر مشتری کی الفت دیر
جھرمٹ ہوا ساتھ والیوں کا
ہٹ ہٹ گئی تھیں سڑکے آئین
سمجھیں وہ کہ آدمیت آئی
گرمی نہیں رت بدل گئی ہے

گل تھے کبھی گال اب ہن کو لے
 زردی سے ہوا ہر رخ تمھارا
 کیسے بے تیل کے ہن کو لے
 لب پہلے تھے لال اب نہیں لال
 بے حسن شباب خشک بادل
 ٹیڑھی ہے جنون کی راہ چھوڑو
 لہون کو رو لائے گاہ رونا
 غم کوئی عدا نہیں کھاؤ
 بے قید سے چھوٹنے کی گرجاؤ
 یہ جی وہ کہ بیچ سے نکلیے
 غم دل میں نہان ہو لطف یہ ہو
 کند لگی مجھ میں دم نہیں اب
 انکار کھدو تو سر میں خم آئے
 یہ گور وہ جسکی چاہ پھر ہو
 وہ ایک تو کیا ہزار انسان
 لیکن بیچ سب گنیں بھول
 بیون کی طرح اوڑھیں بان سے
 بے خواہش ہے مشرعی کی
 رت جو اوڑھ گئی تھی آئی

غصے سے جو پھوپھو ہن کو لے
 اک انبہ خشک نو کا مارا
 ٹکڑے کسی بیل کے ہن سوکھے
 شاید پانون کا پڑ گیا کال
 بے عیش حیات بے مزہ پھل
 سیدھی ہو جاؤ آہ چھوڑو
 ہاتھ ان سے دھو لائی گاہ رونا
 کچھ چوٹ ہوا نہیں کھاؤ
 ہو چاہ میں باؤلی نہ للٹو
 نہ بخیر کئے وہ چال چلیے
 جس طرح سے نئے میں نشتر
 طاقت سر کی قسم نہیں اب
 پیاسی اوڑھن ہو جو چھو جائے
 توبہ ایسا گناہ پھر ہو
 ایڑھی چوٹی پہ میری قربان
 کلیان کھل کھل کے ہو گئیں بھول
 ما ہوئیں آکے اوکی مان سے
 چھائیں نہ دیکھے آدمی کی
 ولت جو کھو گئی تھی پانی

شک چہرے پہ زرد پھول کا تھا
حاکم بیٹھا تو جیل اٹھی وہ
چاہا جو کرم تو تیرا پایا
ہر دوا دے سکو ہوئی چلا وہ جو چال

قد پیر۔ مگر ببول کا حق
تا کا تو نکتہ بدل اٹھی وہ
مانگی جو شکرت تو زہر پایا
ایسا ہوا زچ کہ تنگ تھا حال

ساتھ والیوں کا ترس کھانا۔ مان کو سمجھانا۔ حبس
مشتری کا قید کی زنجیر سے چھوٹ جاتا

وے اسے سانی شرابی جوش
مے ہے میکش کی زندگانی
کچھ ذکر بھی تھا کبھی کسی کا
ہاں وہ قیدی کی کھونٹے والی
خاموشی میں دم وفا کا بھرتی
سوچ آ کے پڑا جو رات دن کا
ملنے کا جو اتفاق ہو جائے
کہنے لگین ساتھ والیاں سب
تن خشک ہوا ہے رنگ کالا
اکا کل تھی بلا مگر نہیں اب
ہو تھکون میں وہ بات اب نہیں ہے
ایرو لیتے تھے پہلے جاتین

بیہوشی نشہ ہے مرا ہوش
جیسے پھل کی جان پانی
کیا نام تھا مشتری کسی کا
ہاں ہاں وہی قید ہو نیوالی
مجبوری میں غم جھٹکا کرتی
ایسی ہوئی زار جیسے تنکا
سر کے بالوں میں آپ کھجائے
افسوس کہ دن سے تم ہو نہیں
پالی پہ پڑا ہو جیسے پالا
شمشیر جفا نظر نہیں اب
تھوک آپ حیات اب نہیں ہے
اب ہیں او تری ہوئی گائین

حد سے بڑھ کر تھا شوق کا جوش
 آخر اسی طرح بہتے بہتے
 مردہ سی لگی کسی کنارے
 جاگم جو اوس دیار کا تھا
 اوس دن اوس رہ گزردے گزرا
 دیکھا کہ بدن حجاب میں ہے
 جلوہ ظاہر تھا جسم مستور
 غواص کی طرح ہاتھ ڈالا
 آہستہ سمیٹے بال اوسے
 حسن مکین سے یہ ہوا حال
 کچھ سالس اوسے بدن میں پائی
 لایا دولت کی طرح گھر میں
 تھقرائی جو چشم ہوش کھولی
 گھر والوں نے حیف ساتھ چھوڑا
 پنجے میں پھنسی ہوں کیسے بخت
 شہزادے کی چوٹی بج گھر کا
 چھلے چھوٹے تھے چلتی کیا چال
 دل رنج ہے بسکہ تھا سرودہ
 تھی حالت ضعف اتنی طاری

گل کھولے ہوئے تھا آغوش
 لہرون کے تیلے پختے سہتے
 چاہے جس گھاٹ بخت اوتار
 لپکا اوسکو شکار کا تھا
 یہ نور اوسکی نظر سے گزرا
 پتھلی سار دایے آب میں ہے
 فانوس میں شمع بزم میں نور
 دریا سے برنگ درنگ کالا
 کھینچا پانی سے جال اوسے
 بس دیکھتے ہی ٹپک پٹی ال
 تھوڑی سی ہوا چمن میں پائی
 رکھا اوسے نور سان نظر میں
 سہی چلائی روس کے بوی
 خاک لاکے کہاں فلک نے چھوڑا
 دیکھو ابھی رنگ لائے کیا بخت
 بد رنگ تھا رنگ اس تھر کا
 لکڑی دست کرتی تھی لال
 ساکت تھی بہ شکل نبض مردہ
 تھے موئے بدن بدن بھاری

کھینٹ کر رہ کر شش نہ رہتا
کیا موح کے گھاٹ اور ترے گئے وہ
طوفان تین پانوں ڈالتا کون
حیر کے تھام بخود جاب آب

ساحل کچھ لب سے تو ہی کتا
کھلتا نہیں کچھ کدھر گئے وہ
دریا سے انھیں نکالتا کون
دور سے لرزان مٹی موج آب

بہتے بہتے یاسمن کا دریا کے کنارے آنا
ملک کا اوٹھا کر اپنے گھر لیجانا

چھینن فی نہیں بدی تو مے لا
دل سرد ہو خوب گرم کر دے
وہ یاسمن غریب و ناچار
بہتی چلی مثل موج طوفان
پتلی چشم جاب کی تھی
نار آبی تھے تر جوتھے بال
موج بے تاب خشک ہو جائے
پھر دامن بادہ شش نہ تہو
سبزے پہ بہار شب بزم تر
فٹنے گویا کہ تھے نظر بند
پیشی جاتی تھی تن سے ہر موج
صدقے ہوتا تھا اگر پھر کر

ساقی ترے آگے ہاتھ پھیلا
بھردے بھردے پیالہ بھر دے
گرداب کے طوق کی گرفتار
تھی سبزہ راہ فوج طوفان
زمینت دامن آب کی تھی
نیلو فرقتے وہ پھول سے گال
ہونٹھون کی تری اگر نظر آئے
آپٹل سے خجالت اس قدر ہو
بلکین دکھلا رہی تھیں یکسر
غفلت تھے دیدہ ہاسے تر بند
وارفتہ ادھر تھی موج ادھر موج
بے وجہ نہ تھا بخنور کو چکر

بولی وہ کہ سمجھی میں کسائی
 بولی وہ کہ کیا سفر ابھی ہے
 چل نکلی وہ دس کے ہاتھ میں لقمہ
 رشتہ آفت کا سب سے توڑا
 طے کرتے ہوئے منازلِ ام
 تھی حالت غمظ بسکہ طاری
 لہر اور بھنور دکھا رہا تھا
 آواز ادا سکی سننے تو ڈر جائے
 ہلکی پتاسی ایک تھی ناؤ
 وہ یا سمن اور وہ ماہِ پیکر
 قسم سے چلی ہوا مخالف
 چوگان تھی ہوا تو گیند کشتی
 آخر چلکر ہوا کی صورت
 دوٹھا تھا کہین دھن کہین اولم
 ساحل پہ وہ بقیار سا تھی
 لکڑی شمع سے بھنور نہ بولے چالے
 اسوتے بھی نہ چونکا وٹھے خایا
 ہو جون کو نہ آئی چاہ کی لہر
 کچھ کی نہ جناب نے بھلائی

بولا یہ کہ دیر کیا ہے جانی
 بولا بس دیر چری ہی ہے
 سائے کی مثال ہو گئی ساتھ
 اعضا کو یہ شکل روح چھوڑا
 اک بھر پہ لوگ پیسے ناگاہ
 دریلے لبون سے کھٹ تھا چارہ
 شمشیر و سپر دکھا رہا تھا
 پانی دریا کا رعد بھر جائے
 جھولا جھولا جو او سپر چڑھ جاؤ
 ناچار ہوئے سوار او سپر
 کیا زور کہ نخت تھا مخالف
 تھی گاہ ادا صرا در گاہ اود صر تھی
 ٹوٹی دل نا خدا کی صورت
 جان اور کہین بدن کہین اولم
 کہتے تھے اتنی کیا ہوا تھی
 کیون مچھلیوں نے نہ کاٹے ٹالے
 کتے بھی نہ جال میں پھنسا یا
 کھینچے رہیں ہاتھ ہو گیا تھر
 کام آئی نہ خاک ہشتنائی

ترے آئینے میں ستم سے
 چھائی تھی اوداسی صحن بھر پر
 ہاتھی پہ وہ شاہزادے کی دج
 ساتھی اتنے کہ اللہ اللہ
 ابنوہ کے بیچ میں محافہ
 ابلا وہ کہ بولون منہ جو پاؤں
 بولی وہ کیا کہا کہ افسوس
 بولی کہ ہے کون ایسا بیدل
 بولی میں پاگئی اشارا
 آنکھیں جو چوراؤں کیا کیگی
 ڈر تھا کہ نہ ہو تھیں تامل
 جس وقت سے نظر نظر سے
 اس چوٹ سے دم مرا نہ رک جائے
 بولی کرو جو خوشی کھساری
 ابل ہو میرے خیال سے صاف
 خوش ہو کے چلا وہ مثل صرر
 پردہ در پردہ عسا کا کھولا
 یا ہم جو ہوں دو شجر تو کیا عیب
 دو آنکھوں سے منہ کی آبروی

چھائی بیٹی کھری نے غم سے
 جھاڑ دسی پھری تمام گھر پر
 چوٹی پہ پہاڑ کی تھا سورج
 پائے نہ ہو اسکنے کی راہ
 آہو کے شکر میں جیسے ناف
 بوجھو تو پہیلی آگ بجھاؤں
 بولی یہ کیوں کہا کہ مایوس
 ابلا وہ کہ جو کسی کو دے دل
 ابلا تم کو جو ہو گوارا
 معشوق ہوں بے وفا کیگی
 کھٹکا تھا کہ خار ہو نہ وہ گل
 تیرے نہ چلین دھرا دھر سے
 ٹھوکر سے قدم مرا نہ رک جائے
 میری پیاری تمھاری پیاری
 شیشہ میرا ہوا بال سے صاف
 جا کر دخت امیر کے گھر
 نزدیک او سکولا کے بولا
 تو ام جو ہوں دو شجر تو کیا عیب
 دو ہو تھوں میں کون کھٹکا ہے

آنکھیں پیچی اوڑا ہوا رنگ
 یو چھاتو کہا وہ قصہ درد
 بوسے وہ کہ پھر یہ بولی بس کیا
 بادل جو اونٹھا تو کون رو کے
 سمجھے کہ بہار جانے پر ہے
 دن رات بنا نظر نطس ترین
 وہ خسرو ملک بعیتہ اری
 صدمہ یہ اونٹھا دن کس جگر سے
 شاداب تھسا باغ زندگانی
 کیا دل ہے مگر کہ توڑتے ہیں
 تم جان ہو جان جب جدا ہو
 جانو جانو نہ جانو تو خیر
 جان آب آنکھوں میں ان جبین
 منہ دیکھ کے رہ گیا شہنشاہ
 کیا زور سفر پہ ہے اگر میل
 جو کچھ کرنا تھا ساتھ سامان
 خالی کیا روشنی سے گھر کو
 روئے تھے ادھر بھی لوگ دھرم بھی
 چلمن سناٹے میں پڑی تھی

دل بڑھ کے دیان تنگ سے تنگ
 بولی کہ دل اس ہوا سے سے سرد
 منہ کے رو کے ر کے نفس کیا
 چل کھلی ہوا تو کون رو کے
 گلشن میں خزان بٹانے پر ہے
 کھانا کھٹکا چسک کر بگرن
 بولاداماد سے بہ زاری
 ہو نور نطس نہان نظر سے
 کیون پھیر رہے ہو اس پہ پانی
 کیا عیب ہوں میں کچھوڑے ہو
 جسم مُردہ کی تندر کیا ہو
 مانو مانو نہ مانو تو خیر
 جان منہ پہ نگاہ وان زمین پر
 سمجھا کہ ر کے نہ ابر کی راہ
 کائناتوں میں نہ اس کے دہن سل
 سب کر دیا ہاتھوں ہاتھ سامان
 رخصت کیا جان کو جب گھر
 تھامے تھے مگر بھی اور سربھی
 حیرت زدہ اوٹ چپ لٹری تھی

تھے شری و قاین و نون کے
سے پی کے خمار تھا ضروری
پھیسلا جس وقت صبح کا نور
جگ ملے اوڑھے پیچھے چھکے
کی نشے نے میکشون سے دوری
پروانہ ہوا چراغ سے دور

یاسمن کو لیکر ماہ عالم کا وطن کی جانب سفر کرنا
رستے میں طوفان کے گھاٹاوترنا

بدلی گلزار کی ہوا پھر
جاتی ہے بہار جام چل جائے
وہ نخل مراد کے چمن کا
چندے رہا آشنائے فردوس
پر دیں سین بو وطن کی آئی
بیمینی سے دل قرار بھولا
روشن کیا یاسمن پہ یہ داغ
ہر لطف حیات اپنے گھر تک
انسان جو ہو بے وطن تو کیا ہے
گرداؤڑ کے گرتگی پھر زمین پر
پتیلی کو نظر کبھی نہ بھولے
مان باپ پہ کھولنا تھا مطلب
یون آنی ملال جیسے آئے

میرے ساقی شراب لا پھر
ایسا نہو یہ ہوا بدل جائے
گلچین وہ بہار یاسمن کا
اب خار ہوئی ہو بسے فردوس
طاؤر کو ہوا پسمن کی آئی
پہلو میں جھولتا تھا اچھولا
بولا مجھے اب ہے خار یہ باغ
شادابی برگ ہے شمع تک
وندان جو ہو بے دہن تو کیا ہے
پھر گر کے اوڑھنی شبنم تر
دم سینے کو جیتے جی نہ بھولے
کہنے کو حلّی وہ صورت لب
فرقت کا خیال جیسے آئے

کچھ تاکتی ہے سری نظر بھی
او کیسوں والے آدھر بھی
لنگر سے بچتی ہے کمر بھی
چکر میں ہے سمس بھی لنگر بھی

بائیں ہی فقط نہیں ہیں دیو
گھونگر بالوں کے ہم بھی نہیں
سری نہیں کا کلون سے پر
چمکے کچھ ایسے گال تیرے

درپردہ ہوتا کجھانک اور شوق
گھونگر کی ہر کچھ تھیں خبر بھی

چولی دامن کا ہو گیا ساتھ
دو موتیوں کی ملائی جوڑی
ہاتھ پائی ہوئی سر دست
صحبت ہوئی کاہ و کھربا کی
علیسی کو بنایا اوسے ہوسا
نگاروں سے دود کر دیے گال
لنگر و ہوسے کچھ سمجھ کے خاموش
کی شمع نے بست چشم بنیا
شمشیر و سپر کا سامنا تھا
ذیر و ذیر بیاض بستر
کی ہر ہر الف نے پیشہ سستی
سکلی سے نیم بوشان گرد
وان تھے در بے بہا صدقین

ایجاب سے تھا قبول کا ساتھ
شب کٹے بہت سری جو تھوڑی
دونوں نے شوق سے تھے سرست
طالب میں شش تھی انتہا کی
تیلا ہوا ہونٹھ ایسا چوسا
بوسوں سے کبود کر دیے گال
لنگر جو ہوئے وہ گل ہم آغوش
دیھا جو حجاب کا فترینا
دشوار دلون کا تھا منا تھا
بستر پر تھے دونوں ماہ پیکر
دونوں میں تھی بحث علم سستی
جھجکی سے تھی ماہی تیان سرد
بان گوہر عاتھا گت میں

کچھ اتنا ہجو پیش در تھا
 رستا نہ ملے جدھر نظر جاے
 ہر تباہی وہ رنگ لائی
 دیتے تھے انار پھول اس طرح
 گو لے کی صدا سے تو پ حیران
 بات ایک نہ بن پڑی تھی سے
 چرخ لیلی کی چشم میاں
 قلعے پہ گمان بے ستون تھا
 ہتم پھول سے پھول باغ کے گرد
 اوپنے گئے اس قدر غبار سے
 رقصان ہوئیں رندیاں وہ اگر
 تہ ہرہ کو یہ چوٹ یہ جلن ہو
 بلبل گلے ہزار جی سے
 گل سے رنگین قر سے پر نور
 سنتے ہی وہ ہنسنے لگے کی جھنک
 تھا شادی وصل کا محل یہ

غزل

یہ گھر بھی ہے آب کا وہ گھر بھی
 دیکھو تو سبے شام بھی سحر بھی

رہنے کو بے دل بھی اور جگر بھی
 آنکھوں کی سیاہی اور سپیدی

ان چرخ پہ چاند سر پہ چوہر
 ان جلوہ فردوز چاند تارا
 ان نور تنون میں نور جسم
 ن دانت مسمی سے اجڑ لب
 ن پروے میں چھیرا دلی اسکی
 فخر جلا سے غیرت طوط
 حسن شباب عین سحر و ناز
 بن بھن کے براتی اور نوشاہ
 ہر ساندنی آب سے روان بھی
 آئے جو نظر قدم کی رفتار
 لیا تھی جو دکھائیں اپنی مسمی
 مے شرم سے آبا ب ہو جا
 زے جو چلین ہوا نہ پہونچے
 شکار سے دم بڑھا ہوا تھا
 نوشہ جو چلا سوار ہو کر
 خورشید بھی ساتھ جلوہ گر تھا
 بین تو یہ وہ عزیز اغیار
 دنگا نوبت نشان سب ساتھ
 دن گشت میں گزر ازلہ اتالی

یان غیرت برق طرہ سر
 یان ہالہ ماہ گو شوار را
 سر تیج سے یان ظہور انجم
 یان جوش کہ لب سے اب بلیں لب
 یان دلیں ہوس لبونیم سسکی
 یان فرش ضیا سے مطلع نور
 یان جام د شراب و نغمہ و سنا
 بیارے چلے قمر کے ہمراہ
 تیزی میں مزاج نوجوان تھی
 کاتب بھولے قلم کی رفتار
 چھوڑین بیخوش مے پرستی
 مسمی آنکھوں کی خواب ہو جا
 ابلق ایام کا نہ پہونچے
 اندھی سے قدم بڑھا ہوا تھا
 گردون نے پھرایا چتر سر پر
 لپچے میں شاعون کا چنہ تھا
 گھوڑے ہاتھی ففس ہوا دار
 لڑکے بوڑھے جوان سب ساتھ
 چلتی پھرتی برات آئی

نرس کی بہار چشم بدو
 برگ گل تر پہ شبنم اس طرح
 بیلون میں ہزاروں بیج و خم تھے
 پھیلا ہوا تھا بنفشہ کا حال
 سب مہنین آئین یاسمن کی
 اکم سن بیاک شوخ خوشخو
 اکال اونٹن گھلین تو پھول پتائیں
 آنکھیں بھونرون کی طرح کالی
 اکزار میں لب جو کلفشان ہون
 گوشے میں بیٹھایا یاسمن کو
 اتنے میں برات کا دن آیا
 خلوت میں وہاں خیال ہدم
 گنگھر وہاں شور کر رہے تھے
 کیسو وہاں ابر کو ہر افشان
 کانوں میں جڑاؤ وان کرن پھول
 کاجل آنکھوں میں وان بلا کا
 چوٹی کے بناؤ کا وہاں ڈھنگ
 رخسار و نیپ بچیوں کی وان ضو
 وان رنگ حنا سے دست و پالال

او ترے نظروں سے دیدہ حور
 معشوق کے لب پہ دانج طرح
 لگو نگہ بالوں میں اونٹن کم تھے
 گویا حبش نے کھولے تھے بالی
 کلیان چھین حسن کے چمن کی
 بانگی تر چھی حسین گلرد
 بال اُنکے اوڑیں تو سانپ لہرائیں
 قد لوح سے نارون کی ڈالی
 پھولوں سے نہال باغبان ہون
 پہنان کیا شمع آبِ بہن کو
 خوب اسکو سجا ڈھن بنایا
 یان ہالہ بزم و ماہِ عالم
 یان دلوے زور کر رہے تھے
 دہن یہاں ہر سان زرا نشان
 باتوں میں یہاں چمن چمن پھول
 یان شوق نظارہ انہما کا
 یسلی کی بہار کا یہاں رنگ
 شمع عارض کی دل کو یان لو
 چہرہ یہاں پھول سے سوالال

دو نون بچپن تھے گھروں میں آپہونچے وہ اپنے اپنے گھر سے دیدون سے طلسم شوق کھولا بجھرا وہ خیال نقشِ کبریا نقشِ کبریا پہلے دل نشین تھا اکھٹکانہ رہا جو حصار نکلا کلفت ہوئی سب ہنسی سے زائل	گلشن کی ہوا بھری شہر میں جیسے طائر ادا دھرا دھرا سے خوبان یون میں عشق تو لا رخش ہوئی پھیلی رات کا خواب جہر حریت غلط وہ کچھ نہیں تھا دل صاف ہوئے غبار نکلا ظلمت ہوئی چاندنی سے زائل
--	--

شادی کا حال - عاشق و معشوق کا وصال

شیشے کی پری کو ساقیہ سال آئے پیانہ آئے میٹھا کچھ دن جو بسر ہوئے اسی طور ایوانوں میں شاد مرد و زن تھے پھولے نہ سہاتے تھے گل باغ کلیان مے رنگ سے بھری تھیں یون تھی ہر شاخ سر جھکائے غنچوں کا وہ حیکے مسکرا نا عشاق کے آگے گل جو پھولیں سنبھل رکھو لے بلا کا وہ جال	بھرباد وہ عیش سے پیال ناچے پیانہ گائے میٹھا جام مے عیش کا ہوا دور میخانوں میں جام خندہ زن تھے تھی مست ترانہ طبل باغ یا عطر کی شیشیاں بھری تھیں ہو جیسے دھن نظر جھکائے پتون کا وہ تالیان بجانا سکی ہوئی چولیان مہ بھولیں سیلی کے اب و بال ہیں بال
---	---

کیا حلقہ زلفدین میں گھر کے
 ڈالی ہو نگاہ بد جو رخ پر
 چھوڑو گی نہ اب بھی بدظنی تم
 دل ہے کعبہ اسے نہ دھواؤ
 بسنا چھوٹا تو کیا ملے گا
 جو حق نہ کہے خدا سے بھرپا
 مرٹ جاؤں جو نام ہو تمھارا
 دل او کو جو دون تو جان لے لو
 زن ایک کہ عقل سے رسا تھی
 خط او کو دیا کہ لے کے جاتو
 بولا کہ جواب جلد لانا
 یوں اوڑھلی یا سمن کی جو یا
 مانند بہار آ کے پہونچی
 خط کھلنے میں تھا جو خونِ عثمان
 خلوت میں جب آئی شمع محفل
 لائی تو یہ انتظاریں تھا
 کھولا تو کھلا کہ غم کٹے گا
 سختی کے عوض جو پائی نرمی
 بہ نچاؤ شید جب لبِ بام

روتا اندھے کنوین میں گر کے
 ہوشِ آتش پرست ہو کر
 تو دیکھو گی میری جان کنی تم
 اند کا گھر ہے ہاتھ اوٹھاؤ
 رشتہ ٹوٹا تو کیلے گا
 جو دم تمھیں دے وہ جانے جائے
 کام آؤں جو کام ہو تمھارا
 اس بات کی ہاں زبان لے لو
 اندیشے سے تیز رو سوا تھی
 دیوانوں کا سلسلہ ملا تو
 پہلے میری اجل سے آنا
 پراوے لگے ہوئے تھے گویا
 غنچے میں ہوا بچا کے پہونچی
 پوشیدہ کیے تھی صورتِ راز
 خط دیکے کیا جواب حاصل
 مے کا پیا سا خمار میں تھا
 دریا جو بڑھا ہے پھر کھٹکے گا
 بدلی ٹھنڈک دل کی گرمی
 منہ پر چھپکائے کا کل شام

اے مردم دیدہ ضرورت
 اے نشہ کبر سن سے مست
 آئینہ ہے میری تپ سہ بجتی
 شب گزری لو کے گھوٹ پیتے
 قسمت میں تھا طویل کا بکڑنا
 یہ ساتھ مگر کبھی نہ چھوٹے
 دل نہر کا ہر طرح ہے جو یا
 تینے پر آئے گر کدورت
 لٹکے جو گرہ تو کھول ڈالیں
 مشکل ہے علاج بد لگانی
 آنے کو جو کوئی آئے ڈر کیا
 آنکھوں میں خیال آہی جلے
 جانا آنے کی ضد سے جانی
 آئی تو یہاں سے رو کے بھاگی
 وہ کیا اور اداس کی آرزو کیا
 پتیل گھبی سے نہ زکاء طالب
 کس نے اسے چاہ کر کے دیا
 چہرے پر دم تھا گال کیا تھے
 پیشی کو کے سبب والا

اے مصقل شیشہ کدورت
 اے چین چین سے نیچ در دست
 پتھر کا ہوں جو ادھائی سحتی
 آخر ہوئی بھور مرتے جیتے
 مردوں کی طرح بد تھا لڑنا
 ایسا جاک جیتے جی نہ پھوٹے
 یہ ہے گل آفتاب گویا
 پیش آئے صفائی کی ضرورت
 کھٹکے کہیں پھانسی تو نکالیں
 ہوتا نہیں صاف بند پانی
 جس گھر میں ہوا نہ آئے گھر کیا
 دل ہو تو ملال آہی جلے
 آئی ہے تو جلے کی جوانی
 خفت زدہ بات کھو کے بھائی
 جھوٹے موتی کی آبرو کیا
 پتھر نہ چنے مڑ کا طالب
 دیکھا تو بلا سے ڈر کے دیکھا
 کالے دانے تھے خال کیا تھے
 ہے جمع یہ خون مردہ کالا

کیا نخل خندان ہر انہو پھر
کیا ک بھڑک کے پھر نہو سرد
اتنا دم لو کہ رات کٹ جائے
اوڑ جائے خبر تو زک ہو تو کو
کتے سنتے جو شور ہو جائے
جی میں جی کی رہے تو بہتر
سرتیج سے منہ سے بات کاٹے
جب جوش جنون بہت سنا تا

ایسا رکو کیسا شفا نہو پھر
کیا اوڑکے نہ بیٹھے پھر کبھی گرد
پوسے پہلے جگر نہ پھٹ جائے
دیوار کے کان ہیں یہ سن لو
اندھیر وہ ہو کہ بھور ہو جائے
یہ آگ دہی رہے تو بہتر
کیونکر کوئی غم کی رات کاٹے
اپنی دھن میں غزل یہ گاتا

غزل

اے تیرے منانے والے
کیا جانیں اونھیں پڑھائیں کیا کیا
جھگڑے کو بڑھانہ مثل کیسو
یہ جان سے مارتے ہیں بے موت
اشدر می داغ سر کی سویش
چلنے ہی کے واسطے ہیں دلسوز

دیکھ او آکھیں دکھانے والے
او لٹی پٹی پڑھانے والے
او کیسو دن کے بڑھانے والے
جلاد ہیں اس زمانے والے
بیٹھے ہنکر سر حانے والے
ٹھنڈے رہیں جی جلائے والے

غم چاک جاتا جو ہم سے اے شوق
ہوئے دو چار کھانے والے

جب چاک کیا سحر نے دہن
صدے کی طرح اوٹھا کے خامہ
سورج ہوا مثل داغ روشن
رو رو کے رستم کیا یہ نامہ

گلشن سے روان ہوئے وہ طرح | چشم عاشق سے اشک حیرت

ماہِ عالم کا چین ہوتا۔ اختر سے ماجر اکنا خط لکھ کر
یاسمن کو سمجھانا۔ آخر باغ میں ملکر صاف ہو جانا

بے لطف یہ زندگی ہوئے
بے نشہ مے و ماغ بے خشک
وہ شبِ شپ اول کس تھی
شہزادے کو ہاتھ ملتے گزری
تھا پیچ میں جیسے زلف کی لٹ
یون ہوش اوٹے تھے اس بلا سے
خاموش رہا اوٹھائے گورج
منہدی کا رنگ تھا غمِ دل
لتانہ تھا دلکی آگ سے چین
اختر سمجھا کہ بات ہے کچھ
پوچھا نہیں سوتے ہو کہاں درد
ہے کسکی خلش کا چرمین کھٹکا
ظاہر کیا حالِ بدستائی
بولیا وہ کہ جی نہ پا رہا
سب کا غبار جائے آخر

ساقی شہزاد آج دے دے
روغن جو نہیں چراغ ہو خشک
وہ شبِ دشمن کا بخت بد تھی
مانتد چراغ جلنے گزری
کروٹ پہ بدل رہا تھا کروٹ
جس طرح ورق اوڑھیں اڑے
رازاو سنے چھپا یا صورت گنج
یا آتش سنگ تھا غمِ دل
ہوتا تھا دھوین کی طرح چین
بھاری اسپر یہ رات ہے کچھ
شب کٹتی ہو روتے دل ہو کیوں
کیا باغ سے کھائے آئے جھٹکا
القصہ ستائی سب کہانی
ازج ہو کے نہ رنج کو بڑھاؤ
گندلا پانی پھر آئے آخر

ہے یہ تو وہی مثل مری جان
 پا پوش سے پاؤں پر جو سر ہے
 چلتے سے زبان پس رُکے اب
 تقدیر جہان لڑی وہیں جاؤ
 منہ دیکھے کی چاہ میں نہ مانوں
 منہ دی سے تمہارے ملتے ہیں طو
 چل دو نگی نہیں تو ہٹ کے ٹھٹھ
 اب دست درازیاں یہ چھوٹیں
 آنسو آنکھوں میں کیوں پھرے ہیں
 مینے دنیا میں کیا نہ دیکھا
 بگڑا جو چلن بتاؤ کتنا
 دل خاک ملا تھا دل لگی تھی
 جاتا رہا داغ عشق کا جلد
 تم آئے کہ دن پھرے ہیں میرے
 سمجھا کہ بدل گئی وہ صورت
 بنے کا کوئی بہانہ ڈھونڈو
 ہو صاف جو اس کے دل سے شک ہے
 اصرار زیادہ کیجئے کیوں
 لگائی کیا وقت دم کی دم تھا

تو مان نہ مان میں ہوں مہمان
 دل کو تو ٹھٹھو لو وہ کدھر ہے
 چھل مجھ سے تمہارے چل چکے اب
 چو مو چاٹو وہی جبین جاؤ
 واشر با شر میں نہ مانوں
 منہ پر کچھ اور دل میں کچھ اور
 جاؤ اون سے لپٹ کے ٹھٹھ
 پہونچا پلٹے تو ہاتھ ٹوٹیں
 گرد اوڑ کے پڑی سمجھ گئی میں
 تمسا کوئی چالیسا نہ دیکھا
 چلتی کاغذ کی ناؤ کتنا
 پس چار گھڑی کی چاندنی تھی
 مفلس کا چراغ تھا بجھا جلد
 کسا دیکھا تھا منہ سویرے
 چھینٹوں سے نہ جائے یہ کدورت
 بگڑی کا کل تو شانہ ڈھونڈو
 کاٹا نکلے تو یہ کھٹک جائے
 بارود کو آگ دیکھے کیوں
 وقفہ مثل شباب گم تھا

جی جل گیا اس جلی کٹی پر
 بولی تھیں کیا غرض ہماری
 تر چھی سی نظر ملی کہو ہاں
 پھولے پھولے ہین گال کیون جی
 اونچے قد کی ہین یا ہین چھوٹی
 نہرہ کیسا ہے آفتابی
 بنتی ہونگی سنو رتی ہونگی
 یہ سچ ہے کہ جھوٹ سچ بتانا
 دل لائے تھے کیون انھیں کو دینے
 پچھپا جھوٹ و کہیں ٹلو جاؤ
 جلنے لگے مجھ سے آ کے گھائیں
 ان کے سے ہنر کہیں ہین مجھ میں
 تم ہو دور نئے سمجھ گئی میں
 میں کھنس چکی اب چلو نہ یہ چال
 الفت کی ہوا پلٹ گئی جلد
 دیکھو تو بدل گئیں وہ آنکھیں
 میں دیکھتی ہوں نظر او دھر ہے
 بولا سب جھوٹ بولی سب جھوٹ
 س جھوٹ کا ہے کہیں ٹھکانا

کان اوس کے کھڑی ہو یہ سنکر
 چھوڑ آئے کہاں تم اپنی پیاری
 پستلی سی کمر ملی کہو ہاں
 لمبے لمبے ہین بال کیون جی
 دبلی پستلی ہین پاہن موٹی
 رنگت ہی سفید یا گلابی
 بائیں ہنس ہنس کے کرتی ہونگی
 طے عالم جھوٹی قسم نہ کھانا
 تم آئے تھے کیون انھیں کو لینے
 سستی چھوٹی میں اب چلو جاؤ
 اون سے چکناؤ جا کے بائیں
 کچھ لال لگے نہیں ہین مجھ میں
 پہلو میں دل ایک ہو کہ دہن
 تہ کر رکھو یہ جس کا جال
 گرمی کی تھی رات کٹ گئی جلد
 آنکھوں کی قسم نہیں وہ آنکھیں
 سمجھی بان اون کا گھر ادھر ہے
 ہم تم سے کھینچے ہین دونوں اب جھوٹ
 اتنے کہا اور میں نے مانا

آگے کو بڑھا تو ہٹ گئی وہ
 دھمکانے لگی کہ اٹھ نہ پھر
 بولے جو زبان ابھی نکالوں
 گھونگھٹ نہ ہے حیا خیر دار
 امیرے حجاب دے ماساکھ
 اونچا ہو جو سر ٹپکے پھوڑوں
 یہ مشکل نہ بن پڑے تو کیا ہو
 طاقت تو جی سنبھالے رہنا
 لب شہد کے بدلے ہوں سم اسوقت
 خواو نے بگڑ کے پھر نہ بننا
 بولا وہ کہ تم تو ہونحناسی
 چپ سن بھی ہو منہ نباہے بھی ہو
 پھوڑوں کو نہ دھیت کبھی تم
 چڑیاں چکا کرین تمھیں کیا
 معشوقوں کے ناز اور وہ سچا
 آنچل پان یون ہی ڈالتے ہیں
 ہان مٹھتے ہیں سمٹ کے یون ہی
 ہان رکھتے ہیں لیکے دل وہ بدل
 ہان ہوتے ہیں انکی خو میں چورنگ

رستے پہ نہ آئی کٹ گئی وہ
 ہان ہان پٹلی نہ دیکھ اودھر پھر
 کاکل جو بڑے سے تو مار ڈالوں
 آنچل نہ اوڑے ہوا خبر دار
 چہرے سے نہ ہٹنے پائین یہ ہاتھ
 نیچا اسکو دکھا کے چھوڑوں
 اسوقت کا رنگ دوسرا ہو
 چتون بر چھی سنبھالے رہنا
 تلوار کا دم بنے دم اسوقت
 وہ لاکھ مستائین تو نہ مٹنا
 کچھ کہتی ہے چہرے کی اوداسی
 تھامے بھی ہو سر جھکائے بھی ہو
 ایسا نہ ہو سیکھ کو ہنسی تم
 تم قصہ نہ بولنے کا کرنا
 شاید ہوں وہ تمھارے ہی طور
 گھونگھٹ یون ہی نکالتے ہیں
 غمزے کرتے ہیں ہٹکے یون ہی
 ابھم تو سب جھتے ہیں ہر مشکل
 دل میں ترس اور زبان پر جاک

یہ بالیان جا کے اپنا جی کھائیں
 ہاتھ آج جو کنگنوں سے چھوٹیں
 اکون کو لگاؤن آگ جلیا میں
 صدقے کروں پیلر می کو کھا جان
 باتکین کیا ہیں کٹاریاں ہیں
 مین پیچ میں اسکے اب ہوں کیوں
 پڑتی ہے جگر پہ چوٹ اسے
 آخر ماتھے سے میرے چھوٹا
 اس نے مرا جی جلایا ہے آج
 پازیب کی زیب کچھ نہ جانوں
 یہ پھول بدن کو ہو گئے خار
 جھالون سے دل آج بھر گیا ہی
 سر اب گر گیا نظر سے
 ایسی وحشت سے خاک اوڑائی
 کاکل کھتی تھی کیا بلا ہے
 اوکھن جو ہوئی برنگ سنبل
 جی رشک کی آگ سے جلائے
 اہلی بے چین ادھر ادھر وہ
 شہزادہ جو بے حواس آیا

کس کام کے لیے بھائیں جہاں
 پھر میں پہنوں تو ہاتھ تو میں
 گھنگھر و سب آبلوں سے پھل جائیں
 دانے دانے کو میں چبا جائوں
 بندے کہ ایک تھے اب گران ہیں
 اکڑیاں زنجیر کی سہون کیوں
 کت کر پھر ہیں لعل میرے
 ٹیکے کا نصیب اب تو چھوٹا
 بجلی پہ الٹی گر پڑے گاج
 اب پاؤں پڑے تو میں مانوں
 جیتی ہوں تو پھر نہ پہنوں گی ہار
 لٹکن جی سے اتر گیا ہے
 بھاگون دیکھوں جو میل بھر سے
 نیچے کی زمین اوپر آئی
 منہ نکلتی تھی آرسی کہ کیا ہے
 گھبرا کے کئی چمن کو وہ گل
 مانند چراغ کو لگا دے
 کچھ دیر پھر ہی شکل سڑ
 آئینہ سامنے کے پاس آیا

بولی کہ وہاں ہے مجہیں اور
 گھر میں بھم اور جڈا تھے اس طرح
 ہوش اڑ گئے یا سمن کے سن سے
 ہونٹھ لیے چائے اوسے پیہم
 رنگت ہوئی تاؤ کھا کے کالی
 پیچین ہوئی جو چوٹ کھا لر
 تہ لقون سے ہوا جنون اوسکو
 دیتا تھا جو داغ چاند تارا
 چھاتی پہ جویش کی تھی تختی
 موتی جو تھے زلف مشکسین
 جگنی چکی تو جل گئی باجی
 مین کسکو دکھاؤں گی سنگا باب
 اک بوجھ ہے یہ بلاق کیا ہے
 گردن مری چھوڑ چپا رہی تو
 منہم اسکا نہ دیکھوں چاہی جی جا
 ہاتھوں کو ہین چوہو دتیاں خار
 کدے کوئی منہ کڑے نہ کھوین
 زنجیر ہے سلسلہ جنون کا
 کیون ہے مرے ساتھ اعلیٰ بند

خاتم ہے وہی مگر نگین اول
 سینے میں دل و جگر ہین جس طرح
 جسطرح ہوا ہو لوچین سے
 یا قوت سے ننگے وہ سیلم
 ظلمت سے گئی شفق کی لالی
 بجلی سی گری وہ تیلدا کر
 منہدی نے رولا یا خون اوسکو
 سر کا تی تھی تا کرے کنار
 پتھر سے گران تھی اوسکی سختی
 پیچا رہے یتیم تھے بلا مین
 بولی کہ جلانہ بس مرا جی
 جھو مر نہ ہو میرے سر کا باراب
 دم ناک مین اس سے آگیا ہے
 کیون ہو کے بلا گلے پڑی تو
 میرے ٹھنکے مین آ رہی جا رہی
 تپے کا لون کو ہو گئے بار
 بس چپ رہیں اب چھوڑ نہ لوین
 بجلی نے بدن شمسام بھوٹکا
 ہٹ چھوڑ دے ہاتھ اعلیٰ بند

وہ جلکے ملال دین تو کیا ہو
 ہاں میں سمجھی بہت حسین ہیں
 کیسی بے خطا معاف رنگت
 تلخ پہ کہ قاب پر گس ہے
 ہاں ہاں مری بات سنئے کیوں آپ
 بولا وہ کہ بس سلام میرا
 پانی کی جگہ سراب پایا
 ملنے پہ بھی مل سکی نہ محبوبہ
 کچھ زلف نئے کی نہ سر پر پی
 آنکھوں میں نشون کار و کم تھا
 کچھ بس نہ چلا تو چپ ہوئے لب
 سوچی وہ کہ ان تلون نہیں تل
 آئی اتنے میں اک زن ہیر
 آنے کو تو آئی دم کی صورت
 گھنگھرو کی صدا سنی جو چھن چھن
 صورت دیکھی تو ہٹ گیا دل
 بولی وہ کہ لائے یہ نیاز اک
 آتی ہی پھر ہی نس تھی گویا
 خوب آگ لگائی جل کے افسے

کھڑے جو نکال دین تو کیا ہو
 دلی تھیں کہیں تازین ہیں
 دھوا کر اک صاف رنگت
 اس سے یہ کھلا کہ انہن اس ہے
 گل چھوڑ کے غار چلیے کیوں آپ
 جدیہ گھر جا کے نام میرا
 سو کھا سا کھا جواب پایا
 نزدیک پہنچ کے رکھی دُور
 قور کی نہ چلی دراز دوستی
 بس نام کو پتلیوں میں دم تھا
 مٹنے کے کہا بات کھوئے کون اب
 سمجھی کہ مٹے چڑھے نہ یہ تل
 لائی تھی وہ یا سمن کی تھر
 کھٹکے سے رُکی قدم کی صورت
 یہ تل ہو کر ٹھہری وہ چپ سن
 آنکھیں ملتے ہی بھٹ گیا دل
 پھر سے گئے آپ تھلتے پھاں
 چلائی کئی جہر س بھی گویا
 بس بویا نہ ہیرا دل کے افسے

کانٹا ہوا گو کھروٹے میں
 آئی جو بلائے شامِ فرقت
 توڑی اوسے خیالی زنجیر
 افسون آنکھوں کا دیکھتا ہے
 کرتی تھی جو زور نا توانی
 پہونچی اپنے حبیب کے پاس
 سوکھے ہوئے ہونٹوں کی رخِ زرد
 ماتھا پکڑے تھی سر جھکائے
 آفت اسکو عذاب اوسکو
 پوچھا تھے کون او بھار لایا
 چونکی تو بیدل گئی کہ چوکی
 دل آپ کے پاس مجھ سے کیا کام
 بولا وہ کہ چھوڑیہ بڑی دھن
 کیوں تو دفترِ تنہا کرتی ہے باز
 میں ساز کر دن محال ہے یہ
 ایسا ہی جو راگ لائیکسی تو
 اگر میں تری بستگی بجاؤں
 جل کر بولی کہ آفت زری گرمی
 کیا کھائی ہے یہ قسم کسی سے

چھٹکائے سارے سارے گھر
 لائی شبِ تیرہ رنگِ قسمت
 سوچی کہ چلون میں تن بہ تقدیر
 کا کل کو میں سنتی ہوں رسا ہے
 آنسو سکھلاتے تھے روانی
 بیمار گئی طبیب کے پاس
 بیٹھی سر فرشِ صورتِ گرد
 دڑکے مارے نظر جھکائے
 غیرت اسکو حجاب اوسکو
 بولی دل سے تیرا لایا
 تو یہ کیا سنیے گفتگو کی
 بیدل کیا رکھے دل پہ الزام
 سم ہوتا ہے یہ چھیر چھاڑی سن
 من لے نہ خدا کوئی در انداز
 حیا شیرِ خیال ہے یہ
 یہ دیں اک دن چھوٹی سی تو
 پے کا تا پلٹ کے جاؤں
 کاش اس دلِ سخت میں ہو نرمی
 جھوٹوں میں گئے ہم کسی سے

کھانے کو کہیں تو منہ نہ کھولے
 کوٹھے یہ کھڑی رہے تو کھڑی ہو
 چوٹی جو گھلی گھلے بلا سے
 تارے کن کن کے رات گامی
 دل او سکا بھر آیا پڑھ کے نامہ
 بولا وہ کہ چپ یہ کیا ستم ہے
 جانے آنے سے جان مجبور
 پہلو میں جگر کہ میں ہوں گھر میں
 نکلون کہیں یہ ہوس کہاں ہے
 یہ ساز نہ لائے راگ کوئی
 گل پھولے نیا تو بار ہو جاؤں
 سب گرد ہو جتنی خاک چھانی
 مایوس خواص واپس آئی
 رو رو کے کہا وہ حال سارا
 سینے کو بدلتا داغ غم کا
 انکڑے کیے گل سے پہرین کے
 بگڑی تو بہت سے ہٹ گیا جی
 چھوڑی محرم کی پاسداری
 پھینکا چٹکی کو گل کے اوٹنے

ہاں لا کہ کہیں وہ چھ نہ بولے
 کوٹھے میں کھڑی رہے تو کھڑی ہو
 بال اڑتے ہیں تو اڑیں ہوا سے
 کوئی بولا تو بات کاٹی
 جاری ہوئے اشک مثل خامہ
 کھل کر لون سانس کب یہ دم ہے
 میں آپ میں آؤں یہ بھی ہو دور
 یہیلی میں نظر کہ میں ہوں گھر میں
 پہونچوں یہ دسترس کہاں ہے
 بھر کاٹے نہ جل کے آگ کوئی
 آنکھوں میں کھٹکے خار ہو جاؤں
 سٹی میں سے یہ جانفشانی
 قسمت کا لکھا جواب لائی
 برہم بھی ماری کہ شہر مارا
 تارا بخت جنوں کا چمکا
 کانٹے ہوئے روئے نگہ بدین کے
 چولی پھاڑی کہ پھٹ گیا جی
 توجی گرتی کی بیل ساری
 نچکے کو جلا یا جل کے اوٹنے

چلتے نہیں پانی ناتوان ہوں
 چلتا ہے یہ خاک لائے تاباں کج
 رکھے کوئی جو آگ پر بال
 دل یوں بے چین جیسے پارا
 حالت نہیں کچھ مرے بدن میں
 طعنوں کی زبائین چل رہی ہیں
 پاس آئی جو کہ فی بھولی چوکی
 یہ قہر سے منہ کو کھولتی ہے
 کیا وقت ہو کیا گھڑی ہو کیا دن
 جب دیکھئے انکو ہیں یہ دُسرِ نم
 ہاتھوں کا جنون جائے کیونکر
 دانت اور بھی کھائے ڈالتے ہیں
 آرام ملے جو دل بلا جاؤ
 کچھ پڑھ کے خواص سے کہا جا
 وہ چلے ہوا کی طرح پہونچی
 نامہ دیکر کہا وہ بیمار
 قربان گئی میں کہنے والی
 نقطوں سے دکھا رہی ہوں میں یہ
 نکت کہیں نام کو نہیں ہے

بہتر بیمارِ شب ن ہوں
 دلِ سیخِ نفس پہ ہے کہاں آج
 دیکھے مرے پیچ و تاب کا حال
 دم یوں چلتا ہے جیسے آرا
 میں ہوں کہ نہیں ہوں پیر میں
 یا مجھ پہ سنا میں چل رہی ہیں
 شاکی ہوئی مجھ سے میری خوکی
 وہ زہر کے بول بولتی ہے
 دشمن بھی نہ دیکھے یہ بُرا دن
 آنکھوں سے ہوناک میں مراد
 نازل ہے عذابِ ان سے سر پہ
 ہونٹھوں کو چبائے ڈالتے ہیں
 آجائے شرارِ تم جو آجاؤ
 خط دیکے جواب لے کے آجاؤ
 فکرِ شرارتی طرح پہونچی
 ہے ریشہِ خامہ سے سوا زار
 تو کہدے شکنِ شکستہ حالی
 داغِ اوسکے دل و جگر کے ہیں یہ
 سادہ کاغذ ہے یا جین ہے

بیدل مجھے جانہ جاؤ جاؤ
 منہ پھیر وں خیال سے یہ مشکل
 تقدیر میں رنج جھیلنا ہے
 پتائین وہ دیکھ کر ہزار تک
 رٹ اپنے بائیں کٹ کے بیٹھیں
 چرچا گھر میں ہوا جو دن رات
 سوچے کہ یہ بات پھیلے ہر سو
 سمجھایا کہ کیا یہ کرتی ہے تو
 کر چاہ نہ حوصلے سے بڑھکر
 وہ دن تو نہ لاکہ شامت آجائے
 لکھو لے رہے گوزبان دو دنوں
 سوئیں کے نہ ایک دن کی مانی
 بیٹھے بیٹھے اوٹھالے خامہ
 اے رہر دو برق خرمین ہوش
 اے گردش چشم سے فتون ساز
 کس منہ سے کہوں ضرورت اپنی
 سنتی ہوں کہ دل بھڑکے ہو تم
 ہمدرد ہو دو روان لو کے
 مین کیا کہوں سرگزشت غم کی

دل زلفت سے مانگ لاؤ جاؤ
 نہج ہوں کسی چال سے یہ مشکل
 جو کھیل بد اسے کھیلتا ہے
 جنگیں غنچے سے ہو کے دلتنگ
 سنگت چھوڑی سٹ کے بیٹھیں
 مان باپ کے قانون میں پی بات
 ہو عشق کا جوش مشک کی پا
 جتنا ہے بڑا کہ مرقی سے تو
 مفاسد کا سراو رتا جگہ ہر
 سارے گھر پر قیامت آجائے
 بہرے کیے اس نے کان دونوں
 خود رائے بھتی خود سری کی ٹھانی
 کاغذ لے کر لکھنا یہ نامہ
 دے زلفت سیہ سے دم پردہ
 دے تیر نظر سے ناوک اغار
 دیکھو تم آپ صورت اپنی
 زلفوں کی کشش سے آئے ہو تم
 ہے درد کہاں یہ جان لو کے
 مہمان ہے جان ایک دم کی

تو پھول نہ ہم کو پا کے ساکتی
 اونکو پہلو بدلتے کیا دیر
 سنتی بھی ہے یا نہیں دھڑکے
 رنگت میں ہو فرق رات دن کا
 نیل اور یہ بدن کی زردی
 ہو حسن کے دیں میں یہ معیوب
 منہ تیرے یہ آرسی لگی ہے
 چھاسر دست اسی سے تو پوچھ
 وہ حسن کا روپ اب نہیں ہو
 بیماری چشم ہے بہانا
 پھر کہ تیرے سخن نہیں ہے
 اونکے نہیں پانی بار غم سے
 منہ کھول نہ تنگ جی سے تو ہو
 کام آئے نہ غم ہنر نہیں ہے
 بولی وہ کہ بس بڑھو نہ دیکھو
 جلتی ہو نین تو جلنے دو جاؤ
 جی لے کہ یہ چاہ آبرو لے
 آگے آنکھوں کے شامرت آئی
 اب کیا کہوں دم زلف کیا ہو

تپتے ہیں فقط ہوا کے ساکتی
 چل نکلی ہوا تو چلتے کیا دیر
 اپنی صورت کو اک نظر دیکھ
 قد پیر سے ہو گیا ہے تنکا
 سینا سونے پہ لا جوڑی
 پا پوش سے ہو جان میں خوب
 سچ بولی صاف اسکا جی ہے
 یہ کچھ نہیں اپنے جی سے تو پوچھ
 کھول آنکھ کہ دھوپا ب نہیں ہو
 منظور نہیں نظر اوٹھانا
 مان کھا تو قسم دہن نہیں ہے
 یہ بے کمری کا عذر ہم سے
 ہنس بول تو کیوں یہ گفتگو ہو
 پھل دے نہ جنون شجر نہیں ہو
 کیوں بکتی ہو سر چڑھو نہ دیکھو
 ٹھنڈی رہو تم چلو ہوا کھاؤ
 حنوت کیا خواب ہے کہ بھولے
 قد کے چلتے قیامت آئی
 اس سر کی قسم بڑی بلا ہے

کیون راہ نہ مانگ سے تپائی
 کیا بیچ تھا جو رہے کنارے
 پہونچی جو نہ پہونچی بس نہیں تھا
 پل تیری ہو انہ پہونچی
 چالون کی ادائیں دلیں بھریں
 لٹخ پر زردی لبون یہ نالے
 تنہائی میں داغ لے کے بیٹھی
 سمجھانے لگیں خوضین اوکو
 لبیل ہے یہ شاہ کے حین کا
 ایسی تو نہیں تھی باؤلی تو
 یہ رنگ نہ کوئی رنگ لائے
 روئے گی یہ چال اگر چلے گی
 کیا عقل سی چیز تو نے کھوئی
 جو چیز ہے دور دسترس سے
 کتبت ہے اور شجر سے اونچا
 کچھ مل نہیں ہو عشق کی لاگ
 چال اپنے پرے کیا کہیں گے
 یہ آگے کیسی کیا سرن ہے
 دین ساتھ نہ وقت بد پر اجباب

کیون لفت بڑھ کے کھینچ لائی
 کیسوں بڑھے خدا سنوارے
 مانا اسے دسترس نہیں تھا
 چھا گل تیر صحنہ نہ پہونچی
 بالون کی بلائیں اپنے سر میں
 دیدے تھے کہ خون کے پیکر
 کوٹے میں چراغ لے کے بیٹھی
 برباد نہ اس ہوا میں تو ہو
 جوڑا یہی گل ہے یاسمین کا
 کیوں شرم کر دھوکے پی گئی تو
 اس پیل سے چوٹ تو نہ کھائے
 جی ہار کے ہاتھ ٹوٹے کی
 کیا چاہ میں آبرو ڈیوئی
 ہاتھ اوپہ بڑھا نہ تو ہوس
 ہاتھ آئے گا کیا غریب سے اونچا
 پانی نہ سمجھ نہ آگ ہے آگ
 تھو کین گے پرا جھلا کہیں گے
 وہ جا کے کہیں بڑھ چلن ہے
 درد آنکھ میں ہو تو آئے کہ اجاب

چل پھر کے نفس کی طرح کچھ دم
رستے میں تھا اک امیر کا گھر
چہرے پہ بہا رنگ کے دن
چھٹکے ہوئے تھی یاں ظالم
چتون تھی چڑھی ہوئی اداسے
علیٰ جو ملائین عمر کے دن
اگھو گھر جن میں نگاہ چکرائے
اپنل اوڑ کر اگر ہوا دے
آنکھوں سے جو وہ کرے نظارہ
جس دم شکنین جبین پہ آئین
ہو چاہ ذوق کی اس قدر چاہ
ہل کھائے کر یہ ہاتھ رکھے
اقدا کی بات پڑ گئی آنکھ
بر بھی پڑی دلپہ وان ادا کی
وان شیشہ صبر گر کے ٹوٹا
بے دل ہوسے کر کے استے لی راہ
کیا نخل ہوسے پھل دیا حیف
کیون وار کیا لفظ کا خالی
کیون میرے کرشمے نے نہ ٹوکا

کو بچ اوستے کیا بزرگ شبنم
کوٹھے پہ کھڑی تھی او سکی دختر
اُبھرے ہوئے گال مُنک کے دن
پھیلائے ہوئے تھی جال ظالم
کا کل تھی بڑھی ہوئی بلا سے
بالون سے بڑھین کہاں یہ ممکن
پھر نکلتے نہ دل جو ان میں پڑ جائے
کلیان پا جائے کی کھلا دے
پتلی کو جلائے ہر اشارہ
تاہین تلوار کی دکھائیں
یوسف کہیں میں گر ونگا وانشہ
جو دیکھے جگر پہ ہاتھ رکھے
تقدیر کا کھیل لڑ گئی آنکھ
جلی گری سر پہ یاں بلا کی
یاں دامن ہوش اوڑ کے چھوٹا
یون کہنے لگی وہ کھلیچ کر آہ
میں یون ہی رہی وہ چل دیا حیف
کا کل نے کند کیون نہ ڈالی
رستا غم سے نہ کیون نہ روکا

دیوانوں پہ کیا کڑی پڑی تھی
بکملے گلشن سے صورتِ یو
آئے تو تھے دونوں صبر کی طرح
خبرات ملنے کی شب کو کب تھی

پہی اس عیش کی گھڑی تھی
دو سمت بڑے بڑے رنگ کیسو
روئے گئے لیکن ابر کی طرح
نہرِ خاب کی رات اونکی شب تھی

ماہِ عالم کا رستے رستے جانا۔ ایک امیر کی بیٹی کا دل آنا
بائیں کا خبر پانا۔ باغ میں ملے ماہِ عالم کو بلی کی سنانا

رندوں کو کمان قرار ہے
ساقی لانا ہے جنونِ خیر
اک صبح تھی چاکِ حبيبِ شامت
وہ مہرِ فلک کہ چشمِ حاسد
دنیا کی ہوا تھی یاد میں
شہزادے کو آئی سیر کی لہر
کانتوں میں جواوڑ کے دہن لگا
سمجھا کوئی بیکلی بدی ہے
بچوں پر نطس پڑی تو رویا
ترکس کی نظر تھی اوس سے پیر تھی
شمشاد کو کچھ شہیدہ پایا
طائر لے بولنے کڑے بول

ہلوٹھوں پہ ہر جانِ زار ہے
ہے جوشِ بہار و حشرِ نگیز
یا حبِ لہوہ عارضِ قیامت
وہ رنگِ شفق کہ خونِ فاسد
بلبل کی صد اکہ نالہ درد
ایا گلشن میں صورتِ نہر
دل اوں کا شگون برسے کھٹکا
بیرنگ ہوا کچھ آج کی ہے
نگارے دکھ ہے تھک گیا
مہرِ شاخِ شجر تھی اوس سے پیر تھی
اور حوص کو آبِ یدہ پایا
تھی سی زبان پر بڑے بول

افسانہ اپنی زبان پہ لائے کیوں تم
 کچھ خیر ہے گفت گو یہ کیسی
 تو بہ ایسا کتا ہ تو بہ
 ایسے کچھ پاک دل نہیں تم
 کیونکر مان پھر تو ہاتھ جوڑو
 مٹم دھواؤ۔ وہ نہ رہے جاؤ
 اشکوں سے میں خوش کہ یہ وانی
 آپے کو تجھے ہوے ہو کیوں تم
 آمادہ ہو شر پہ خیر ہے کچھ
 مریم کی قسم ہوں پاک دامن
 مجھ پر ابھی حق نہیں تمہارا
 کھسکا تھا کہ بھیج دیکھ نہ جائے
 نرگس دیکھے تو کیا عجب ہی
 بیدار نہ سبزہ باغ کا ہو
 اکاٹا نہ کہیں خلش نکالے
 پتے نہ کہیں پتا بستادین
 بدلے نہ یہ موج ادھر کی کڑوٹ
 غنچے نہ چٹک کے گل کھلائیں
 لب نہر کے کچھ سے نہیں ہیں

تھا درد کہیں تو آپے کیوں تم
 بندی نہیں بے تکلف ہی
 تم کتنے ہویدنگاہ تو بہ
 اپنل مرا چھو نہ لو کہیں تم
 قدموں کی نہیں بدی ہی چھوڑو
 گھر بھول گئے وہ شہر ہی جاؤ
 دے گی میرے چمن کو پانی
 کچھ پی تو نہیں کہ ہوش میں دم
 میری عزت سے تیرے چھ
 چھوئے نہیں پانی خاک نے امن
 کیا غیر پر غم سر کا اجارا
 ایسا نہو پھول کھلکھلائے
 سون نہ کہے یہ کیا غضب ہے
 شمشاد نہ تاک میں کھڑا ہو
 سنبل نہ کہیں بلالین ڈالے
 چڑیاں نہ کہیں خیر اورادین
 چونکے نہ جہاب پاکے آہرٹ
 ہوا کے نہ لے اوڑھیں ہوائیں
 چشمے کو بخت دور بین ہیں

چشم دلبر ہر شبیات
گردون تھا کہ دار بست انگور
چتون کی ادا نظر سے گزری
یاں پر وہ چشم ہو گئی شرم
یاں جھٹک کے نظر زمین پر پہنچی
یاں شرم سے پھول شب نما لود
یاں موئے مرثہ نظر پر پیلن
دل پہلے ہی دل سے ل چکا تھا
ملنے ہی کھلین ہوس کی راہیں
حسرت مانے نکل کے آخر
شہزادہ تھا ولولون سے پرورش
متم سے جادو نکالتا تھا
قسموں سے بنا وٹون کی باتیں
ہاتھ اسکے بڑھے تو ہٹ گئی یہ
کھٹکی جھپکی زبان کھولی
دیکھے کوئی انکے شوق کا حال
دن اور اندھیرا اس بلا کا
میں ایسی نظر جو جان پاتی
سکئی نکلے نہ ارجہاں سے

پستلی سے مرغ کو زمانہ
دانوں میں نجوم کی طرح نور
بر چھپی کی آنی جگر سے گزری
پہلو وہاں شوق نے کیا گرم
وان چشم ہوس جبین پہ پہنچی
وان کو کشش عاشقانہ مقصود
وان دست ہوس کو شوق دامن
کام آنکھوں کے ملنے پر رکھا تھا
الہ پائی ہوئی پڑین نگاہیں
ظرف دل بھر کے چھلکے آخر
جیسے مے کی ہوس میں مینوش
دور سے باتوں سے ڈالتا تھا
نظروں سے لگا وٹون کی گھائیں
آپیل کی طرح سمٹ گئی یہ
بل ڈال کے تیور یون پہ پوی
ٹپکے پڑتے ہیں جی طرح رال
تم ڈالنے آئے مجھ پر ڈاکا
گھر کے اسپند لے کے آئی
چڑیاں مری اڑ چلین چمن سے

کت گمھی چوٹی کے بعد بیت
 چوٹی پہ شہر کی دم رکھا
 دکھلاتا تھا سیں پھول سر پہ
 ٹیکا نہ میت کا زیب سر تھا
 گنگر و چھن چھن بجائے اُسے
 تھا گرمی حسن کا عجب رنگ
 شہتہ ہو سب آنے کا پارا
 وہ تارِ نظر کا رخ پہ ہو حال
 لین گال چراغ سے چراغی
 دیکھا وقت زوال غم ہے
 گھر سے گلشن میں آئین اس طرح
 شہزادہ بھی مست شوق آیا
 تپے گالوں کو زرد کر دین
 بیلین جو دکھائیں جال اپنے
 ہوں پھول ہزار چاک دہن
 موسیٰ کا عصا شجر سے جھک جا
 خاک چمن ایسی پُر تکلف
 کوثر سے ہے قولِ حوض تو کیا
 انسان سے جو تہ درخت ہو چا

بھاری جوڑا جڑاؤ گستا
 چھپکانے کو نام رکھا
 جگنو شہنشاہ میں شہر پر
 افشان کا ستارہ اوج پر تھا
 سوئے قتلے جگائے اوسے
 سائے سے بدن کے موم ہونگ
 فی لبث رہو جو کرے نظارا
 ہو بعض مرہن تب کا جو حال
 سورج کو کرہن جلا کے داعی
 دن صورتِ عمر پیر کم ہے
 آئے بادِ بہار جس طرح
 دیکھا جو وہ باغ گل کھلایا
 خورشید کو گردِ برد کر دین
 معشوق چھپائیں پال اپنے
 یوسف کی مثال پاک دہن
 عیسیٰ کا نفس ہوا سے رک جا
 جس خاک سے تھا خمیر یوسف
 تیرے پانی کی آبرو گیا
 سرسبز نہالِ بخت ہو چا

اے عقدہ کشائے خواہش دل
 اچھی روش شش نکالی
 کیون جی مجھے چاہ کچھ نہیں ہے
 ہاں بات کی پیچ پر آ ہی جانا
 دل پناہ میں کس طرح دکھاؤں
 کیا ملنے کے شوق کا جتنا
 گلزار کی راہ جو بستائی
 اس مہر کا شکر ہو کہاں تک
 جست کی تھی منتظر زین بیر
 باند نسیم سن سے آئی
 اس شمع نے ہٹ کے گھر سے
 وہ جل گئی دوڑی تاؤ کا کر
 بگڑی تو بنایا دل لگی سے
 سب پردہ درون سے آکر کے
 جو آنکھیں خیال یا رہیں تھیں
 صورت کا بناؤ جی پہ رکھا
 پانوں سے ہوئے لباس قدر لال
 شانہ شوخی سے سر چڑھا تھا
 دکھلا کے وہ شکل پیاری پیاری

وسے رہتے شوق تا بہ منزل
 خط کیا بھیج کس نہ ڈالی
 امد و اللہ مجھ پر نہیں ہے
 جھوٹی قسم آج کھا ہی جانا
 یا راتھیں کچھ دوں جو پاؤں
 گیسو سے بڑا ہے یہ فنا
 کی صورت خضر رہ نہائی
 ہو شام تو ہو چوں میں وہاں تک
 خطا پا کے کہاں سے بنی تیر
 نامہ گلشن کے پاس لائی
 خط پڑھ کے چھپایا یا سمن سے
 یہ ہنس پڑی بھاگی منہ چڑھا کر
 روٹھی تو منا لیا ہنسی سے
 نامہ دیا چھپر چھاڑ کر کے
 اب شام کے انتظار میں تھیں
 منہ پیار سے آری پہ رکھا
 ہوزر دہن دیکھ لے اگر لال
 گویا چوٹی کا آتش نا تھا
 آئینے کی آبر و اتاری

آیا پوشیدہ یون وہاں تک
 غیر دن کو نہ آشنا بنانا
 لکھ پڑھ کے کیا حوالے نامہ
 مطلوب کے پاس دم میں آئی
 وہ نامہ کہ اشتیاق کا تھا
 چو مارِخ دلربا کی صورت
 نقطے جو تھے صفحے پر نمایان
 جو لفظ تھا صرف مدعا تھا
 حرفوں کی کسحش میں زورِ تسخیر
 نقاش سے یون کھنچے نہ مثال
 پوسن بکھلے تھے جس شش سے
 بندش جو وہ دیکھ پائیں معشوق
 پیرا ہن چہت اوس سے شرط
 الفاظ جو شوخیان دکھائیں
 حسن خطِ چہرہ عارضی ہے
 دیوانہ نہیں کہ زلفِ جانوں
 مطلبِ مخط سے حاسن اوسکا
 بھرناتھا اسے بھی نقضِ تسخیر
 اے تابہ عیشِ خستہ حالان

جیسے دل سے سخنِ زبان تک
 بالا بالا ہوا بستانا
 چل دی زینِ پیرِ مثلِ خامہ
 مکتوب دیا طلبِ سنائی
 نسخہ درِ دستِ ارق کا تھا
 کھولا بندِ قبا کی صورت
 پیشانی عور پر بھی افشان
 جو حرف تھا حرفِ مدعا تھا
 جذبِ لفت کی اوس میں تاثیر
 صیاد سے یون نہ کھنچ سکے جال
 کھینچی تھی رسنِ اسی روش سے
 چوئی کو نہ سرِ حرطِ عینِ معشوق
 عقدہ بندِ قبا کا کھل جائے
 دید و گھونگھٹ میں منہ چھپائیں
 شان اور سوا دِ نامہ کی ہے
 بانِ وصل کی شب کہو تو مانوں
 آسان ہوا کارِ مشکل اوسکا
 یون افسنے کیا جوابِ تسخیر
 فے بال و پر شکستہ حالان

اے حاصلِ مدعاے سازش
 تم لکھتی ہوں مین بگڑ نہ جانا
 بوجھے کوئی بھوسے جی کی
 تم کیا مہمان ہو کے آئے
 یوں آئے سرور جیسے دل میں
 لیکن جھوٹوں خیر نہ لی رواہ
 ظاہر کروں رنگ یا سمن کیا
 اشکوں نے بہا حسن کھوئی
 یوں غم سے ہوا سکا منتشر حال
 زور دن پہ ہے بسکہ ناتوانی
 اوٹھنا جو پڑے کمر بکڑے
 ایسا سکھنے نے نہ کھو گیا
 بیمار کو جان کھوتے کیا دیر
 گل شمع حیات ہونہ جائے
 کب اہلِ فطرت کرین منظور
 بھوکھا حاتم کے چلتے بیتاب
 گئی بھی جو بھر کی گھڑی سے
 تم چاہو تو داغِ ہجر کو جانے
 گلزار کو آئے دن سرشام

وے سالکِ جادہ نوازش
 منظور ہے لطف کا جتنا
 کیا بات ہے بے تکلفی کی
 فردوس کی جان ہو کے آئے
 ایمان کا نور جیسے دل میں
 لی چاہ کی آبرو۔ اجمی رواہ
 سوکھا ہوا نخل گل ہے تن کیا
 رخساروں کی آبرو ڈبوئی
 جسطرح ہوا سے زلزلے کا
 زیبا ہے کہے جو لن ترانی
 کا گل جو ہے تو سر پکڑے
 شبہ ہو کہ بے دہن ہے گویا
 نیند آہی گئی تو سوئے کیا دیر
 یہ دن کہیں رات ہونہ جائے
 ہو نور کے ہوتے آنکھ بے نور
 پیاسا پانی کے ہوتے بے آب
 واللہ بیاض سے بڑی ہے
 یہ نخل خزان نہال ہو جائے
 گاکشت کو جاتی ہی یہ گلفام

دریا کے کنارے ترسے پیاسا
 دل میں نہ سرور آنے پائے
 آثار جو دیکھو کچھ ہنسی کے
 گلشن بولی کہ ہوش میں ہے
 رسوا کہین چشم تر نہ کر دے
 بولی پھر کیا کہا کہ کر صبر
 نازک تھی وہ جبر خاک ٹھاتی
 گلشن نے غرض اسے سنبھالا
 تھی اک زین پیر کہنہ شاطر
 دم دے جسے دام میں نہ آئے
 دل اسکا لیا کہ کہ تو بولوں
 پوچھا تو کہا سنا تو مانا
 کہ سن کے اٹھا کے خامہ شوق
 لے مہر جمال و ماہ عالم
 لے ساحرِ سحر نقش تصویر
 لے عاشق و نیز شکل محبوب
 لے مطلب نامہ رسائی
 لے زنگ و لے شیشہ دل
 لے مردم چشم میزبانی

پانی پیتے نہ دو ذرا سا
 ہاں بیخ ضرور آنے پائے
 رو کو مرے دونوں ہونٹھی کے
 کیون مثل شباب جوش میں ہے
 رنگ اوٹے کے کہین خبر نہ کر دے
 بولی کیونکر کہا کہ کر جب
 گھڑیاں کی طرح پٹی چھاتی
 رستا ملنے کا یوں نکالا
 نورِ سحر مرادِ خاطر
 دو باتوں میں چار کو لگا لے
 پردہ رکھے تو راز کھولوں
 کٹھنرا خط لے کے جانا آنا
 تحریک کیا یہ نامہ شوق
 وے روشنی نگاہ عالم
 وے ناموری سے اسمِ سخن
 وے طالبِ ہم بزمِ مطلق
 وے معنی لفظِ آشنا
 وے سہل نامے کا مشکل
 وے چشمہ آبِ مہربانی

چل کلی ہوا بہار کی اب
 ملنے کی جو یا سمن کو تھی لاگ
 پیارا اپنا جو طہرین آیا
 ملنے کا جو مل گیا سہارا
 بیشک کسی بات کے تھے جوا
 لب کہتے تھے کان سنتے تھے ذکر
 کہتی تھیں نگاہ تر سے تا چند
 حسرت بولی نکلیے حلے
 دل کہنے لگا چپ لوگی کیو تکر
 گلشن کہ تھی دم کی شکل ہدم
 حیرانی کا حال او سے جتایا
 گلشن نے کہا کہ او سمن بر
 بے سلسلہ خاک بن پڑے کام
 بے عقد نہ اٹکے بند سے بند
 لیا کھلنے کا لوگے قدم تم
 ہو پر دے کی بات اگر فسانا
 جی چھوڑ کے یوں نہ کھیلو جی پر
 بولی وہ کہ آئے ہے اندھیر
 بھوکے پر ہو چلے بھوک غالب

طاقت نہیں انتظار کی اب
 بھڑکاتا تھا عشق شوق کی لگ
 آرام بنا جس گریں آیا
 کیا کیا افسے شوق نے ابھارا
 لب ملتے تھے مضطرب تھے گویا
 آنکھوں کو تھی دیکھنے کی اب فکر
 کب تک رکھنے اسے نظر بند
 پاؤں آگے بڑھے کہ حلے حلے
 چھاتی پہ توہین جیا کے پتھر
 تھی محرم راز جسے محرم
 تنہائی میں آئے دکھایا
 جامے سے نہ مثل ہو باہر
 بے زینہ بشر نہ ہو بچے تا باہم
 بے رشتہ لگا ئے کون پوند
 لاکھ آنکھوں کی تیلیاں ہیں ہم
 مشکل ہو جائے منہ دکھانا
 دو وقت ملین گے وقت ہی
 سر پر عیسیٰ علاج میں پر
 رو کو حروہ ہو غذا کا طالب

ہے آپ کو جس غمِ نیر کی چاہ
 دوں بکلی ادھر سے چار ادھر سے
 تھے راہ میں جمع شہر والے
 دیکھا دیکھی بہا راہی
 جس نے چہرے پہ آنکھ واکی
 دُنکا جو جب کہ آئے آئے
 پہونچا یہ ادھر سے وہ ادھر سے
 ملنے لگی گر کے فرج پر فوج
 شہزادہ و شاہ ملے باہم
 ایسا ملنا جو دیکھ پائے
 دل خوش تھا کہ نور چشم آیا
 آنکھیں روشن ہوئیں وہ گھر گیا
 جی دیتے تھے ساکنانِ فردوس
 جو تھا وہی دل دیے ہوئے تھا
 وان فکر قرآن ماہ و خورشید
 وان دختر ز کو فکرِ پیوش

اس مصرعین لایا اوس کو اللہ
 دوڑے کہ بیا مین لین نظر سے
 یا مانک بھری تھی موتیوں سے
 صبح شب آتھن آئی
 مہمان نے آنکھ ہی مین جاکی
 خسرو بھی چلا کہ بڑھکے لائے
 دل دل سے ملا نظر نظر سے
 لوٹی جاتی تھی موج پر موج
 یوں تھے جیسے مٹھ ہون توام
 گر دون جو زاکو بھول جائے
 گھر تک اسے پتہ کیوں یہ لایا
 منہ نکلتی تھیں پتکیاں بھر گیا
 اوس ماہ کا دم تھا جانِ فردوس
 اپنا پہلو لے ہوئے تھا
 یان بزم خیال و شمعِ نیر
 یان صورتِ بادہ شوق کو جوش

یا سمن کی پختی اور گلشن کا سمجھانا۔ آخر ماہِ عالم اور
 یا سمن دونوں کا بلخ میں ملنا
 گلشن میں کھلا چلی ہو اچھول | دے بادہ کشون کو سا فیما پھول

روحی قوت بہم ہوا سے
گل جیسے دھن کا بیہرین لال
اشجار بہت بڑے بگڑے تھے
چوٹی پہ جس کی جو رسا ہو
دعوی کرے حسن کا تو ہر شاخ
انسان جو ہو اوہان کی کھلے
آجائے نظر جو دشت کی نہر
یون آنکھ میں ہونگا ہشاو اب
بیلین پھیلی ہوئی زمین پر
کچھ کہنے کو منہم جو اٹھنے کھولا
یہ سب فردوس کی زمین ہے
چمکا چہرہ جو غم سے تھا ماند
بیاختہ لب کھلے ہنسی سے
مست شراب شوقی تھا دل
برج قصہ پر لب چمکا
کیا اوج مکان کو تھا مکین سے
یون شوق سے ڈھچکا وہ ضوچ
تاجر کہ تھا کاروان کا دمساز
فردوس میں سب سے آگے آیا

آٹے مٹے مین دم ہوا سے
پتوں میں رگون سے زلف کا جال
معشوق دراز قد کھڑے تھے
اللہ سے اوس کا سامنا ہو
ابرو میں نکالے شاخ پر شاخ
نخستل امید میں بھل آئے
ترہوں لب خشک صائم الہر
جیسے لب جو گیا ہشاو اب
زلف میں چھپنے کی ہوئی جبین پر
تاجر واقع تھا بڑھ کے بولا
جس پھول کی بوہی وہ ہین ہی
بدلی جو چھٹی نکل پڑا چاند
پھول اسکا دہن ہوا کلی سے
جلتی منزل لکھی بڑھا دل
قسمت چکی نصیب چمکا
سورج تھا قریب تر زمین سے
ٹوٹے پروانہ جیسے بوہر
نکلا جیسے جس سے آواز
غجنون میں یہ تازہ گل کھلایا

گھر میں وہ پری نہیں عجب ہی
آنے والا کسے کہوں میں
اون پر تو گمان ہی نہیں ہے
ہاتھوں سے کبھی تو سر کو تھاما
ترپا تو گرا سر زمین وہ
پوشیدہ ہوا جو ہر روشن
جنگل کا سفر تھا شب کو مشکل
بستر پہ گرا وہ ماہِ عالم

پیشی نہیں آنکھ میں غضب ہی
یاد صوب ہی یا ہوا ہی۔ دوہین
اون دونوں میں جان ہی نہیں ہو
اُٹ کر کے کبھی جگر کو تھاما
جان اسکی کمین بھتی اور کمین وہ
پھیلانے ظلمات شب کا دامن
کی صورتِ جہرِ ستم منزل
گل کے دامن پہ جیسے شلغم

ماہِ عالم کا دیا رنج و بے بین آنا۔ خبر پاپے خسرو کا استقبال
کے واسطے جانا۔ راہ میں ملے اپنے گھر لانا

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا میں آئین
شوق میں لالہ فام ہے آج
جب بن شب کی نعل سے نکلا
کی دور کثافتِ تن شب
کروں نے دکھائی کیمیائی
رستے پہ چلا وہ ماہِ اس طرح
وے ساتھ ہوا تو گرد ہو جائے
دیکھا شاداب ایک جنگل

کالی کالی گھٹائیں چھپائیں
تو یہ قربانِ جام ہے آج
سورج اپنے محل سے نکلا
زائل کیا زنگِ دامن شب
سوئے گی زمین سب بنائی
نقشِ سطر پہ خامہِ سطر
دل آبِ روان کا سر ہو جائے
سبز کی کچھی بھتی جس میں نخل

سونے کو تو سونی تھی وطن میں
 اک دیو سیاہ تھا سر ہانے
 صورت سے بلا کو ڈر بلا کا
 قد سے سا نکھو کا پیر اک خار
 آہل ہے وہ شب کو مثل ظلمت
 جیادو سے مجالِ رم نہیں ہے
 بولایہ کہ اوٹھ قدم بڑھا چل
 وہ سمجھی بہی یہی سیل سمجھا
 بولایہ کہ اے پری نہ ڈرتو
 بولا تجھے کیا پڑی ہے میری
 سیلاب سے زور کیا چلے گا
 کچھ حوصلہ بان بڑھے تو جانوں
 تعویذ دیا کر لے ہوا ہو
 بولا کہ طلسم کو یہ توڑے
 آہو کی طرح وہ کر گئی رم
 لشکر میں خبر سے آگے آیا
 موقع افسانے بدل دیا وہ
 دیو آیا تو وہ چمن تھا خالی
 چلا آیا کہ آئی کیا تباہی

چونکی تو پڑی تھی اس چمن میں
 دیکھا دکھ لایا جو خدا نے
 ہر حلقہ چشم گم سر بلا کا
 دم سے بادِ سموم افیلتا رہا
 جاتا ہی سحر کو شب کی صورت
 لون سانس اتنا بھی دم نہیں ہے
 بولی کہ یہاں سے ہو ہوا چل
 وہ سمجھی اہم یہی سیل سمجھا
 بولی دیوانہ ہے بشر تو
 بولی نہیں اتنی جان تیری
 ٹلے سے پہاڑ کیا ٹلے گا
 یہ سیل منڈھے چڑھے تو جانوں
 بولی وہ جو دیو لیکے کیا ہو
 پتھر ہو تو موم کر کے چھوٹے
 نکلا یہ جنان سے جیسے آدم
 آپ اپنی نظر سے آگے آیا
 چلتا جادو تھا چل دیا وہ
 کھوئی جو زبان دہن تھا خالی
 جادو کدھر اور کیسا الہی

آتے تھے ہرے ہرے نظر برگ
 کج تھا جو شجر تو بخت پتہ
 ہر پھول کے رنگ کا یہ تھا حال
 بنگلہ لب جو حجاب کی شکل
 بنگلے میں تھی ایک جو پیکر
 تھی مائل خواب شکل تھل
 آہستہ قدم کی واہوئی آنکھ
 آچل رخ سے جو ہٹ گیا تھا
 بانسہ حجاب سر اوٹھا کر
 بھاگو کہ شجر شجر ہے یاں دار
 بھاگو کہ ہے خار خار شتر
 چھو کر کوئی دیکھے ہیں کب اتلو
 بولا یہ کہو تو خیر ہے حیر
 بولا یہ کیوں وہ بولی ایجان
 شعلے کی لپک سے خس نہچے کیا
 بولا وہ کہ دیو کیا بلا ہے
 کیوں زرد ہو زعفران نہیں تم
 بولی میں پر سی ہوں نترن نام
 صید سے اس طہر کے سننے والی

پھا باز نگار کا تھا ہر برگ
 سیدھا کسی پر جفا کا قد تھا
 چہرہ غصے سے جیسے ہولال
 در دیدہ ہے حجاب کی شکل
 جلسے پیشی کا آنکھ میں گھس
 فانوس تھا شمع رخ کو آچل
 نادیدہ سے آشنا ہوئی آنکھ
 پردہ غیرت کا پھوٹ گیا تھا
 بولی کہ کہاں پھنسے تم آکر
 بھاگو کہ ٹھٹھ ہے یاں بار
 بھاگو کہ ہے شاخ شاخ خنجر
 اتلو میں زخم کے سب اتلو
 بولی وہ کہ ہو نہ سیر میں سیر
 یہ دیو کا طہر ہے تم ہوا نشان
 بگلے سے بھلا مگس نہچے کیا
 تم اپنی کہو کہ بات کیا ہے
 برگ فصل خنجران نہیں تم
 آفت زدہ غم نصیب نا کام
 آغوش اجل کی رہنے والی

آمادہ ہوا سفر یہ راہی
 چلتی آندھی کا لوکت لیا
 دریائے کرم کو بسر آئی
 اک نقش رستم کیا کہلے
 ادھن رہے کوٹ سحر سے پاک
 آندھی ہو تو گرد ہو کے بچائے
 بیدل نہ خوف کیا خطر کیا
 تقدیر کی نارسائی کب تک
 اتعویذ کیسے گلے میں ڈالا
 کچھ دور ہوا جو گرم رفتار
 تھا جوش میں صورت جوانی
 موجیں وہ کہ جھپ جالے ابرو
 چلی سرچاک چرخ خضر
 اک قصر بلند تھا سر آب
 آنکھیں پھر کین کہ ہے نہی سیر
 دریا میں سما کے مثل راہی
 شکل آغوش در عود تھا
 دیکھا تو ہے رنگ باغ کا اور
 چھوٹے چھوٹے قد و نہ پوسے

اوٹھ ٹھیکر کے زخم دست افسانہ چاہی
 بہتے پانی کا روکت گیا
 کی اوس کشتی کی تاح سدائی
 چل بیان سے ہوا ہو رہا ہے
 دریائے طلسم میں ڈرے خاک
 آتش ہو تو آب ہو کے بہ جائے
 دریا کا شنا ورون کو ڈر گیا
 پہونچے گی ضرور سائنس لنگ
 خوش ہو کے بڑھا وہ سرو بالا
 حائل ہوا ایک بحر زخار
 اور آب میں عمر کی روانی
 تلواریں اپنی چھپ جائے ابرو
 سیکھیں یہ سب بھنور سرچکر
 درواشاہ شکل چشم خواب
 موج آئی کہ دیکھ لے کبھی سیر
 اوس گھر کی طرف ہوا وہ رہی
 پردہ کیا تھا حجاب کیا تھا
 ہوا وہ بیان کی ہے ہوا اور
 وہ تے تے تے جی نہ چھوے

باتین کرتا تھا آسمان سے
 سہی ہار گیا تھا ماہِ عالم
 لیکن دم لیتے خاک راہی
 اس کے مثل قدم بڑھا وہ
 دیکھا چوٹی پر اک مکان ہے
 تانا بام بنگاہ شوقِ صفا
 چشمِ غلمان کا در پہ شک تھا
 اندر جانے کا اذن پایا
 اوں رنج میں آفتاب تھا ایک
 چہرہ تر آن چشم بدو
 آنکھوں سے عیان تھا حسنِ ایجاد
 گویا ہوا یون وہ شاہِ بے تخت
 بولایہ کہ اک غریب ہو بین
 بیتاب ہوں تاب کی ہوس ہو
 روشن کیا رنگِ تیرہ بختی
 اصرار کیا کہ آج حق ہے کہ
 بننے پہ جو تھی بگڑ کے تقدیر
 کھانے کھائے مزے مزے کے
 تھا شام سے طالبِ سحرِ بخت

اعلیٰ نظر آتے تھے وہاں سے
 دم پھول کے کتا تھا کہ لودم
 کانٹوں سے زمین تھی کہ ساہی
 موسیٰ تھا کہ طور پر چڑھا وہ
 جنتِ بالا بے آسمان ہے
 ہمواریہ صورتِ عتاس
 دربانِ بانسند مردِ مک تھا
 دیدے میں وہ شکلِ سما یا
 درویشِ فلک جناب تھا ایک
 دارِ وحیِ تقسیمِ سورہ نور
 خالق نے کیے تھے منہ پہ خود صفا
 آسمان ہی کہ صر سے او جوانِ بخت
 اب کیا کون بے نصیب ہو بین
 ماہی ہوں آب کی ہوس ہو
 نرمی سے بیان کی وہ سختی
 مجھ پیر پہ او جوانِ کرم کہ
 پہلو میں کمان کے رگیا تیر
 میوے پائے مزے مزے کے
 چکا او صرا آفتابِ ادھر بخت

بھردے ساقی پیالے بھرتے
وہ شمع و سرور فقیر آدم
مقراض شعلہ مہر نے جب
معشوقہ صبح صاف ہنس کر
انکھوں نے طلسم خواب توڑا
اوہام طلسم لاکھ آئے
دیدے جادو کو سمجھے جہیز
بڑھنے پہ تھے دونوں اس قدر لوٹ
یوں ایک طرف چلا وہ کتاب
جنگل ایسا گھٹا تھا آگے
تھی بیل زمین پہ جال کھولے
دھوپا تی کہیں کہیں جو چھنکر
ظلمت سے تھا ہر شے کا یہ حال
پائے نہ دہن کا کہ اس مآہ
رب کہتے تھے جان کیوں ہو
ان جھاڑیوں میں ہر گز نہ ملے
حلتے تھے ایک ایک کے طرح
جنگل جو کٹا تو مثل صحر
بے حد اوچا بہت بڑا تھا

اور گسری انکھوں میں آئے بھر دے
بند آنکھیں کیے تھا مثل بادام
اچڑھے کی قطع کا کل شب
اگر دونوں کے محل سے نکلی باہر
بلکین کھولیں حساب توڑا
ہمت کے قدم نہ ڈمکائے
بارون نے کہا بلا ہے کیا چیز
دل اور قدم میں چلتی تھی چوٹ
پستی پہ روان ہو چکے سیلاب
شرباے سے جسکے ڈر کے بھاگے
کالی ویسی تھی بال کھولے
ٹپتی وہ زمین پہ داغ بن کر
تھیں برنگی کے جیسے ہو خال
کم عقل سے ہوو داغ کی راہ
زیرہ در گور ہوئے آگے
لہریں توہین مانگے مگر کم
اچھے بالوں میں شانہ جیڑا
اک کوہ سے کھائی سے ملے
رشاروٹ کے ہوئے کھنکھاتا

تائین ہوئیں بھپیون سے ہر فکر
 توڑے دل نل رہے تھے گویا
 بھرتا جسم جگر نہ دھیا
 کافی مشکل سے رات عم کی
 رخصت ہوئی سیمان کی لازم
 اختر یون ساتھ ساتھ آیا
 گوہر سا خضر ہوا جو تہر
 شہزادے کی چار سو نظر تھی
 دیکھا مہ عید رو برو ہے
 اختر کی طرف وہ ماہ لپکا
 طالع سے ہوئی مراد حاصل
 گوہر سے تھا پتہ ہم سہری کا
 اوٹھ بیٹھ کے ہو گیا وہ رخت

پتھر پڑے لٹکری سے دل پہ
 سم زہراو گل رہے تھے گویا
 ہر ہم تھا خرابا شرنہ دھیا
 قسمت سورج کے ساتھ چلی
 گوہر ہوا رہیری کو عاوم
 جس طرح سے ہم قدم ہو سایا
 سیارون میں آ ملا وہ اختر
 و چشم آید مثل درختی
 شکل آید رو برو ہے
 پیاسا تھا کہ سوئے چاہ لپکا
 یون ملگے چطر مکیں دل
 جو راز شتہ برادری کا
 کہہ سکے یہ سوئے مثل قسمت

جنگل سے نکلا ایک بہاؤ شہزادے کا جانا
 درویش سے ملکر تعویذ کا پانا آگے چل کر بیچ دریا میں
 مکان کا نظر آنا اوس مکان سے نثرن کو جسے دیو نے
 چادو کے زور سے قید کیا تھا اپنا تعویذ دیکر چھوڑا نا

ہاتھوں میں لیے ہوئے پیالے پھر آئے شربت پینے والے

اس مہر کا شکر کر کے وہ ماہ
جو اس مہمان کا میزبان تھا
پر یون سے بھرا ہوا تھا جنگل
لوگوں نے جو دیئے اس کے جوہر
نیرت کہ صفائی میں سحر تھی
گل بوئے وفا پہ ناز کرتے
بولا وہ جہن نشاط کے رنگ
وہ حسن کہ حور اونپہ صدقے
نازا ایسے کہ ناز آپ حیران
بیلی کمرین لچک بھی اونہیں
چھا جائے گھٹا جو بال کھولیں
کا کل سے بلا چلن سے شمشیر
اٹھلاتی ہوئی وہ آگے آئیں

بولا تم شخص سہر ہو میں گمراہ
وہ اوس جنگل کا عمران تھا
جنگل میں تھا اس کے دم سے نکل
کہنے لگے آبرو سے گوہر
آپ ز مزم سے پاک تر تھی
آگے دامن دراز کرتے
پر بیان حاضر ہو میں خوش آہنگ
وہ نور کہ نور اونپہ صدقے
غمزے ایسے کہ غمزہ قربان
گورے پھرے چمک بھی لگیں
کلیان چمکین جو منہ سے بولیں
ابرو سے کمان نگاہ سے سیر
موقع پا کر غزل یہ گائیں

غزل

سر پھرتے کا چرخ گو گلہ ہے
دنگا ہے یہ شہرت جنوں کا
چارون جانب کی خاک اڑانا
کب شہرت جنوں میں ہوں اکیلا
ہاتھ آئیں زلف ایک دن شوق

دل کو نالوں کا جو صلہ ہے
جو سینے پر اپنے آبلہ ہے
یہ آٹھ پیر کا مشغلہ ہے
ہمراہ اشکوں کا قافلہ ہے
باقی جو نفس کا سلسلہ ہے

دیکھیں وہ ستون تو انیسے شرمین
 جھک کر اسی رخ کلاہ کی طرح
 اک شخص تھا زیب مند زہر
 مہمان کو لینے اوٹھ کے آیا
 رخ گرد سے ابر میں قمر تھا
 روشن چہرے سے بھڑکی
 پیر گرد جو زلف پر شکن تھی
 سمجھا کہ پڑی ہے کوئی افتاد
 پوچھا کیا نام ہے کہا غیر
 پوچھا کہ وطن کہا بہت دور
 پھر صورت ابر کر کے نالا
 بولا کہ ہے ہجر غم کا بانی
 جگ پھوٹ کے رہ گیا ہونین زد
 بولا وہ کہ بے حواس کیون ہوا
 دنیا میں ہیں نوش و نیش تو ام
 ہو کم بھی خوشی تو کم نہ جانو
 سختی جو نصیب ہو تو ڈر کیا
 آہوں کو بس اب ہوا بتاؤ
 کیون ایسے فرانی سے ہو چین

دل کے دل ہی میں نالے بھانین
 کو کھی کو چپ لا نگاہ کی طرح
 اوس شمع سے بزم تھی منور
 نینے کو انہیں میں لایا
 فانوس کا پردہ شمع پر تھا
 چھائی ہوئی پھول پر او دہی
 پھیل ناگن کا پیرہن تھی
 ہے مثل غبار خانہ برباد
 پوچھا کیا کام ہے کہا سیر
 پوچھا کہ طلب کیا کہ ہجو
 آمدھی کا غبار سب نکالا
 بے برگ ہے نخل زندگانی
 تنہا پھرتا ہوں صورت نرد
 بیدل کیون ہوا و اس کیون ہو
 ہے آج اگر خوشی تو کل غم
 راحت ہو جو غم کو غم نہ جانو
 دانتوں میں زبان کو ضرر کیا
 ہنس بول کے کاٹیں وقت آؤ
 ممکن نہیں کیا قرآن حدین

تقدیر وہاں یہ رنگ لائی
 ظلمت میں گھرے تھے یوں نہ ناگہ
 کم صورت ہوش ہو گئی راہ
 شہزادہ کہیں کہیں تھے ساتھی
 چکر اے وہ سب جو راہ بھولے
 آخر بخت سیاہ چمکا
 بے شمع تھے منتشر تیشے
 چھوٹا سیارون سے اک اختر
 سارے جنگل کی خاک اڑائی
 تلون میں خیشک کا ٹون کا حال
 یا سایہ تھا ساتھ اسکے یادم
 ہر چند پھر اوہ صورت سرا
 دیکھا وہاں پھرتے پھرتے اک باغ
 در صورت دیدہ و ا جو پایا
 گل تھے عذرا کے کال سے خوب
 شیریں تھا قمر وہاں کا
 اوس باغ میں یہ بسا رہی
 کوٹھی تھی کہت سرت الہی
 بند اسکے درون سے چشم محبوب

کالی آنندھی بلا سی آئی
 جیسے کافر کے دلمین اوہام
 خود گم ہوئے سب تو کھو گئی راہ
 او سوقت کی اور ہی ہوا تھی
 گویا جنگل میں تھے بکولے
 جب گرد چھنٹی وہ ماہ چمکا
 ٹوٹے شمع پھر پتنگ
 آوارہ ہوا وہ مثل صرصر
 شہزادے کی گرد تک پائی
 ہوں جیسے برش میں سکیڑون بال
 یا بھوکریں کھانے کو تھیں باغم
 لیکن اوسکو ملانہ شکر
 جو دے دل داغدار کو داغ
 مانسہ نگاہ اندر آیا
 سنبل لیلی کے بال سے خوب
 فرماؤ شربت وہاں کا
 کوٹھی اک زرنگار دیھی
 رضوان دربان ملک سپاہی
 پردون سے حجاب باز محبوب

چکراتی ادا ضرور دھر پھری وہ
آنسو جس طرح چشم تر سے

مایوس ہوئی تو یوں گری وہ
یہ جیسے کوئی گریے نظر سے

رستم چلے چکل میں کالی اندھی کا آنا۔ اختر کا بھٹکے ایک
ناغ میں جا بجا گوہر سے ملکر شکو آسائش اور صبح کو پھر لشکر پانا

برہم ہے ہر امزاج ساقی
شیشہ نہیں آبلے سے کچھ کم
قسمتے گھن سے جب چھوڑا
آنکھوں میں پھر آیا نور جا کر
گردش جو رہی تھی صکوت چاک
وانے پانی کو ابل لشکر
شبہم کیے بشر بشر کو
ہوتے ہی سھر نجوم ستار
وہ دشت تمام لوحِ افسون
رخِ خاک کا پر غبار اوسمین
کھاتے تھے وہاں بگولے چکر
کاسے کھٹکے سے خشک رہتے
بالو وہ کہ بھاڑ جا بجا گرم
تھی عشق کی راہ سے کڑی راہ

مے آگ ہے مجھ کو آج ساقی
ساغر نہیں ہے یہ چشمِ بزم
سیارہوں میں ماہِ عالم آیا
روح آئی تھوڑی بین دور جا کر
منہ تک نہیں کچھ گیا تھا جڑ خاک
بولوں کی بدوش جے زمین پر
جوشب کو گر اوٹھا سحر کو
تھے صورتِ مہر گرم رفتار
سہر جادہ میں شرکِ مضمون
ہر ذرے کو انتشارِ اضمین
مرفان ہوا کے جلتے تھے پر
چشمِ ناسور ہو کے بہتے
سایہ کچھ دھوپ سے سوا گرم
ظالم کی نگاہ سے کڑی راہ

مالا میرا جو یار ہوتا
 بجلی ہی چمک کے پھونک دیتی
 سونے والے ہن یا تو بالے
 نادائی سے یہ بھی کمر گئے بیر
 بس بوئے وفا نہیں کسی میں
 مستی کا جے نہ رنگ الہی
 اشجار سے کھنچ کے تن گئی وہ
 بگڑی بوٹوں سے داغ کھا کر
 ایسی کنکھی سے او بکھی وہ کل
 ڈھونڈھ آئی ادھر بھی اور ادھر بھی
 روئی چلائی غل محسوس
 سناٹے میں تکتے سب ہلکشن
 کچھ اتنا ہوا میں سم بھرا تھا
 او تر اصدے سے چہرہ گل
 نرگس ہوئی خوف کھا کے بیجا
 پتا تھا تو زہر دھو گیا تھا
 شبنم قسمت کو رو رہی تھی
 مچین لب جو ٹپکتی تھیں سر
 غصہ تھا کہ قہر ڈھا گیا کون

دشمن کے گلے کا ہار ہوتا
 چوڑی ہی لپکے ہاتھ لیتی
 یاہن یا لا بتائے والے
 موتی ہن میٹھ کر کیا کہوں خیر
 کانٹا سی پی پی ہو کیل جی میں
 ہوا سکو نصیب رو سیاہی
 جالا بکڑی کا بس گئی وہ
 زوٹھی پھولوں سے منہ بھلا کر
 اونچے شانے سے جیسے کھل
 طوطے کا نہ پایا ایک پر بھی
 سر پر سارا جین اوٹھ بایا
 چپ کھتی گونے کی طرح سون
 پیر آبلہ جسم تاک کا تھا
 چھٹکے ماتم میں موئے سنبل
 کاتے ہوئے سوکھ سوکھ کر خار
 پانی تھا تو سرد ہو گیا تھا
 گل کا دامن بھگت ہو رہی تھی
 گرداب کی عقل کو تھا چکر
 آخر طوطے کو کھا گیا کون

تاج اوستا چاؤن جہنی کد ہے
 کیا کیا نہ ستم کروں گی وشد
 دور او شب بنم کین قت ہو
 چھاتی پھٹ جائے تیری او گل
 غری کے گلے میں طوق ڈالو
 توارون کے لوٹ لو خزانے
 بیسوں مہدی کو یں جو بس ہو
 لو کا لے جھاڑ میں تو خوش ہوں
 شمشاد کی سب اکڑ نکالوں
 اچھا پازیب کیون نہ پو لی
 کیا متعین بھرے ہوئے تھے گھنگھرو
 مانا کہ کڑے کڑے ہیں دل کے
 آویزے پہلے نہ کس کے ڈرے
 پھلون کا چلا نہ جوڑا فسوس
 بھولا تو داؤا و علی بند
 ساتھی نہ ہوئی یہ میرے جی کی
 طاہر چھپکے سے یوں نکل جائے
 یہ بھی نہ ہوں دستگیر فسوس
 ایسے میں نہ آئین کام کو عجیب

دون داغ یہ داغ تو نہ ہے
 مہدی کو قتل کروں گی وشد
 کیون آئی نیم چل ہوا ہو
 اللہ کی بارگاہ میں سبیل
 کانٹے یہ کھٹکتے ہیں نکالو
 موجوں کے لگاؤ تازیا نے
 تلون سے ملوں جو دسترس ہو
 پتے جلیں بھاڑ میں تو خوش ہوں
 میں باغ سے اس کی جڑ نکالوں
 کیون آنکھ نہ آرسی نے کھولی
 چپکے کہ مرے ہوئے تھے گھنگھرو
 چھڑکے نہ چھڑکے جگہ سے ہل کے
 کیون نکلے نہ یہ نکلنے گھر سے
 توڑنے نے کیا نہ توڑا فسوس
 اب سوچ بچاؤا و علی بند
 چھاتی پہ ہو چوٹ دھک دھکی کی
 پھر کوئی سے سر چڑھاکے پھل پائے
 دل کیون نہ ہو کنگھون سیاہوس
 مہمہ موڑ گئیں تمام کو عجیب

امید بھی ہی سے سے خام
 گاشن پہ پڑے الہی پالا
 ہنستے ہیں یہ گل تباہ ہو جائیں
 ہو سرو کا پاؤں شل الہی
 جڑ پیر سا جوڑے اوچن تو
 پھل پائیں یہ پھل جہان بھریں
 سہرے پہ الہی اوس پڑ جائے
 مٹ جائے جہانے نشان ہو
 پیڑوں کے سروں پہ برسین پھر
 پیو لین پھلین حشر تک پھلیان
 ٹھنڈی ہوں حوض تو جو گر جائے
 چوسوں کی انار کا ہو آج
 کاٹوں گی یہ پیر حیرت ساگ
 اور تھر بگاڑ دوں گی تھک
 انور کی کھینچ لوں گی کھال آج
 شہو تری ناک کاٹ لوں گی
 جامن دنیا میں خوار تو ہو
 کچا چروہون کو کھاؤں گی میں
 ناچیں کتنا ہی بن کے طاؤس

رکھتے آسپاس سب کا نام
 لائے کا چمن میں منہ ہو کالا
 یہ فالسے رو سیاہ ہو جائیں
 دنیا میں نہ پاسے پھل الہی
 ہو جائے شیشہ سدا سمن تو
 لٹکے رہیں چہرے شہر میں
 پال بال ہوں خار پیل او جڑ جائے
 یہ نہر چمن روانہ روان ہو
 بھاڑ و پھر جائے اس روش کو
 دلشاک رہیں ہمیشہ کلیان
 پانی تری آبرو پہ پھر جائے
 گیندے کو کر دلی نہ رو آج
 مہتابیوں میں لگاؤں گی آگ
 بس کھو دے گاڑ دوں گی تھکو
 سنبھلے تھے نوح لوں گی بال آج
 لیو تجھے آج چاٹ لوں گی
 اللہ کرے سیاہ رہو
 دنیا سے اونچن اوڑاؤں گی میں
 مین سبز قدم چمن کے طاؤس

موجین دوڑین نہ ہونے کے بتایا
 غافل رہے سب جہان کے
 سایہ ہی نہ کاش پڑ کے سوتا
 قمری کو کواؤں سے لوگ دیتی
 منہدی ہی جھکرتی ہاتھ پاپون
 آگاہ منہدی پر مور کرتے
 آنے والی تھیم ہے بس
 ہو لو شہ سے پاک لکھا دامن
 غنچوں کو جو کچھ کون تو چٹکین
 پھولوں کو جو کون منہ پھلایں
 پھر کون ہے جسے کچھ گمان ہو
 کیا سمجھی تھی میں یہ گل کھلے گا
 ناریج لکھ کے سب جھمبلا
 اے نہ شریف میرے کچھ کام
 آگاہ جو بیر سے میں ہوتی
 اسے بھی نہ خاک ادا کیا حق
 منہ سے کھٹائی میں پڑی میں
 بسٹے ہیں یہ دیکھنے کو چھوٹے
 لالہ کراہے میں سمجھی

طوق گردن ہوا نہ گرداب
 کیا تھے نہ شربک آبرو کے
 سیلا ہی گلے کا ہار ہوتا
 انکور کی نئی روک لیتی
 انگٹ ہی پکڑتی ہاتھ پاپاون
 سر پر چلا تے شور کرتے
 جلنے والی تھیم ہے بس
 اکرے کوئی خاک لکھا دامن
 کانٹوں کا جو نام لون تو تھکین
 چڑیوں سے جو لون گل چھائیں
 منہدی ہی کا چور ہو تو مان ہو
 گلشن سے یہ پھل مجھے ملے گا
 تقدیر سے کچھ پھلا نہ کیلا
 ہے ان کا شریف نام ہی نام
 کیوں بیر لگا کے کٹے بوٹی
 پالا پالک کو سینے ناحق
 نی جاؤں گی اسکا خوراک بھی میں
 جتنے چھوٹے ہیں اتنے کھوٹے
 دل اسکا سیاہ ہے میں سمجھی

حیرت تھی عیان شجر شجر سے
 بوئے بوئے نے داغ کھایا
 رگ گ سوکھی تھی دم کہاں تھا
 برہم مثل مزاج ہو کے
 طوطا صیاد نے اوڑایا
 پہرے پہ تو یہ شجر کھڑے تھے
 سون کی زبان کیا تھی بے حس
 کیا باغ میں سورہا تھا سویا
 شاخون نے نہ برچھیاں لگائیں
 پھیلائے ہوئے تھیں جال بیلین
 غنچون کو حجاب کی پڑی تھی
 کام آیا نہ خاک دم سنبل
 لکڑا کسی خار نے نہ دامان
 سنتی ہوں ہوا تو کشت میں تھی
 تاکا نہ عدو کو تو نے اوتاک
 تو نے نہ دیا نسیم جھبکا
 کس سوچ میں تھے یہ سر جھبکا
 انگور تو سے پرست ٹھہرے
 سب کھول کے حوض کیون بولا

تھڑاتی تھی شاخ شاخ در سے
 پتے پتے کو لرزہ آیا
 جو پیر تھا پوست استخوان ہوا
 بکنے لگی باولی سی۔ رو کے
 چڑیاں رہیں چرپا ورین خدایا
 گلے بستے ہی میں پڑے تھے
 کیا پھوٹ گئی تھی چشم نرس
 کلیان نادان ہی تھیں گویا
 پیون نے نہ تالیان بجائیں
 چلنے دیتیں نہ چال بیلین
 اس سبزے کو خواب کی پڑی تھی
 مٹاے بلا سے نام سنبل
 زنجیر بنا نہ عشق پچیاں
 شاید اس وقت دشت میں تھی
 آنکھوں میں پڑی نہ اڑ کے او خاک
 کاٹا بھی تو پاؤں میں نہ کھٹکا
 کچا کوئی ان پھلون کو کھاے
 کیا ان سے کہوں میرست ٹھہرے
 نوارے نے کیوں دہن نہ کھولا

چہرہ کس دن سیاہ ہو گیا
 طائر کی مثال اوڑ گیا رنگ
 او سر و چمن ادھر تو آتو
 او سو سن باغ تو بیان کر
 بتلا تو شپس تو کمان تھی
 برگ گل لالہ تو ہی لب کھول
 دیکھانہ کہ کیا پڑی شب ہی
 روزن تو نے نہ دیدہ کھولا
 کس دُور سے کھلے نہ باغ کے لب
 توڑے گلہ سستے دل غ کا کر
 شاخون پہ اٹھائی بھونکی تلوار
 سنبل کو کیا اسیر زنجیر
 پھینکا کانٹوں کو اک کنارے
 پیچھے پڑی اس قدر پھلون کے
 بادِ سحری نے دم بھر اس رد
 روتی پھرتی تھی جوئے گلشن
 منہدی سنی کی آڑ میں تھی
 وقت سے تھی چشمِ عوض پر خم
 چہرے تھنوں سے غضب

الماس سے لعل کو دیا
 بجھنچھلا کے کہا کہ میں یہ کیا رنگ
 طوطا مرا کیا ہوا بتا تو
 او چاندنی راز تو عیان کر
 سچ کہہ دے نسیم تو کمان تھی
 کیا تو گونگی ہے او کلی بول
 اندھے ہوئے آئینے الہی
 پھوٹے منہ سے یہ درد نہ بولا
 کس خوت سے دیکھ لیتوں لب
 باندھا پردوں کو کچھ کر
 نرگس کو دکھائی چشمِ خوشخوار
 بو کو کیا چارہ مت تشہیر
 منہدی کو ملا جلن کے ملے
 پاک پاک گئے بس جگر پھلون کے
 چہرہ ہوا پھول پھول کا زرد
 جاتی ہے اب آبرو کے گلشن
 زلفت پتی کی آڑ میں تھی
 غیرت سے تھی آلبابِ شبنم
 طوطے سے اوڑے ہوئے تھے لب

متقار سے لسل خون کھانا
 انگین سختی سے پھول جھڑتے
 انگون سے امو کارنگ روشن
 کچھ بازوون پر جلال پر تھے
 لائی قسمت فنون کے بس میں
 تھا اتنا جنون زدہ بدن سب
 تن طائر روح کو قفس تھا
 متقار کو کھول کر دکھانا
 اپنی بیٹی جو سوچتا وہ
 اوس مصیبت اور اک پری تھی
 ہر چند پری تھی ترم تھا دل
 موقع کی جو ایک رات پائی
 ٹوڑا وہ قفس تو بہت بڑھا
 بوٹے سے بنا جو سرو آزاد
 چھوٹے ہوئے قلعے میں آیا
 گردون نے بلائے شرب جو مالی
 طوطا نہ ملا تو ہو گئی بھور
 طوطا بھی گیا قفس بھی ٹوٹا
 کالی آنکھیں بہونے کین لال

فیروزہ پروں سے دل پاتا
 غنچہ دہنوں سے مہم گھڑتے
 سرمایہ جہون کا طوق گردن
 داغ سوز دل جب گھڑتے
 فیروزہ تھا خاتم قفس میں
 ٹکڑے ٹکڑے تھا پیرہن سب
 کانا تھا کہ جسم میں قفس تھا
 انگارے کے اٹھنے کا نقشا
 اپنے پر آپ تو چتا وہ
 یوسف کی رہائی چاہتی تھی
 تھا اک کا جسم موم کا دل
 اوسنے مطلب کی گھات پائی
 آزاد ہوا اسیر چھوٹا
 شکر کو چلا وہ خانہ برباد
 چھوٹی آنکھوں نے نور پایا
 چونکی طوطا پڑ جانے والی
 سمجھی وہ کہ لے اورا کوئی چوہ
 دل بھی بہت ہوس بھی ٹوٹا
 انگارے ہوئے وہ پھول جو کمال

بولا کس نے یہ کی ہے چوری
 تم نے مان مان یقین نے واشد
 زلفین دیکھو نادر تو آؤ
 بیڑھا یہ ہوا جو مثل ابرو
 زوٹھا تو لگا وٹون پہ لائی
 سمٹا تو وہ پھیلی جس طرح بیل
 پھنس کر جو ہوئی رہائی مشکل
 دن سے ہوئی شب تو سو گیا وہ
 پھولا گل آفتاب جدم
 سودا فردوس کا تھا سرین
 خصمت کا ہوا جواؤں سے طالب
 میں جان سے جاؤں تو اگر جائے
 دل رخ نہیں سر نہیں پھرے کیون
 تو خاک الفت کا حال سمجھا
 سن کھول کے کان میرا کہنا
 دونوں میں کھن معاملہ تھا
 ہٹا سکی بڑھی تو بڑھ گئی لاگ
 بکرا فسون میں دیکھے غوطا
 تھا پہلے حسین آدمی زاد

بولی چوری کہ سینہ زوری
 دیکھا دیکھی مگر تھی ہوا
 دل پاس نہیں قسم تو کھاؤ
 لپٹی وہ کمر سے شکل کیسو
 بکرا تو بسا وٹون پہ آئی
 اوکھڑا تو جائی جڑ کہ ہو میل
 ٹوٹا امیر کی طرح دل
 سیارہ تھا قطب ہو گیا وہ
 نینداو کی ادھی برنگ شبنم
 دودھ میں تھا یا پری کے گھر میں
 بولی تو جان میں ہوں قالب
 سر جائے تو مان یہ درد سر جائے
 کچھ تیری نظر نہیں پھرے کیون
 کچے دھاکے کا جال سمجھا
 کہتی ہوں کہ مان میرا کہنا
 ضد سے ضد کا مقابلہ تھا
 جی لوکا جلا تو ہو گئی آگ
 انسان کو کیا پری نے طوطا
 طوطا جو بنا بنا پری زاد

اوس ہلنے سے تھی طلب ہویدا
 سوسن بولی کہ آئے آئے
 پھل سر سے جھکے برائے تسلیم
 شمشاد تھا سرو قد ادب سے
 کلیون نے بلائین لین چٹک کر
 گلگشت میں اک پری ہان تھی
 آنکھوں میں کبھی تھی باغ کی دوب
 چکرائی کہ یہ شکوفہ کیا ہے
 یان دار ہے ہر شجر بشر کو
 پتیا پتیا ہے داغ سینہ
 مشکل ہے خیال کی رسائی
 پوچھا جو مزاج کو کہا خیر
 بوختی کی آئی اس جمن سے
 کانپا سہا ہٹا ڈرا وہ
 بولی وہ کہ رام کر کے ہم کیوں
 آنکھیں جو پری کی لڑ گئی تھیں
 زلفین جو بڑھیں کہ مشکین کسلین
 برشتہ جو مثل نخت پایا
 بولا یہ چھپکے آئین یہ کیا ہے

تھے آنکلیون کے اشارے پید
 گل مارے خوشی کے کھلکھلائے
 کی اٹھ کے جباب جوئے تعظیم
 گرداب تھا رقص میں طرب سے
 فواروں نے دُر کیے پچھا وہ
 گلشن میں برنگ جو روان تھی
 چرتے تھے ہرن ہری ہری دوب
 نیرنگ نیا فسون نیلے
 یان بار ہے ہر شجر گرو
 کانٹا کانٹا نگاہ کیسے
 قسمت اسے کس روش سولائی
 پوچھا سبب آنے کا کہا سیر
 ہوش و گئے مثل مرغ سن سے
 پھرنے کے لیے مڑا ذرا وہ
 تم رنگ گئے صورت قدیم کیوں
 بیچھے وہ بلائین پڑ گئی تھیں
 جھپکا وہ کہ ناگنیں نہ دس لین
 قدموں پہ گری وہ جیسے سایا
 بولی وہ کہ دل مرا لیا ہے

کست کمر جو کوئی سر زین تھا
 آئے کانٹے کو دیکھ کر یاد
 تھا گرم سفر وہ صورت بو
 مائل تھے وہ سوئے سبزہ دشت
 یہ اونپہ چلا خدنگ کی طرح
 کچھ خاک نہ جز غبار پایا
 شکر چھوٹا انیس چھوٹے
 بس منہس ایک اوسکا دم تھا
 جنگل میں مثال بیک ماہی
 تقدیر نے تازہ گل کھلایا
 وہ باغ کہ جنت اوسکی کیاری
 سنبھل اوجھے تو زلف کنیہ
 برگ گل تر جوب ہلاوے
 خوش قد بوٹوں پہ قد کو واریں
 سبزے سے خضر کا رنگت زرد
 نرس کھولے اگر زبان کو
 بوبے یوسف شیم گلشن
 چشمہ پر تو کسی جبین کا
 شاخین جو ہوا سے ہل رہی ہیں

وہ دل کی گرہ سے کم نہیں تھا
 موئے مژگان چشم جلا
 دیکھے اتنے میں چسپاں ہو
 جسطرح نگاہ وقت گلگشت
 وحشت اوڑے دوزخ کی طرح
 صدمہ عوض شکار پایا
 ہمد چھوئے جلیس چھوئے
 سایہ کم و بیش ہمقدم تھا
 وہ خاک بسر ہوا جو راہی
 اک باغ میں جلتے جاتے آیا
 آب جاری کہ فیض جاری
 سیدھی پٹری سے مانگ ہو جا
 بیجان ہزار کو جلاوے
 نرس سے لہین تو لکھن ہارین
 انکارے ہوں گل کے سنے سرد
 معشوق زبان دراز چپ ہو
 زاہد کا نفس نسیم گلشن
 بنگلا گھونگٹ کسی حسین کا
 ستانہ ادا سے ہل رہی ہیں

گھیرے ہوئے تھی ٹھکن جو سبکو استائے بزرگ مہر شکیلو

ہر نوکے پیچھے ماہِ عالم کا جانا۔ ایک باغ کی ہوا لھانا
پیری کی لگاؤٹ شہزادی کی زخمت پر بہٹ جا دو سے
طوطا بنا کر شہزادے کو قفس میں ڈال دینا۔ دوسری
بہری کا قید سے نکال دینا۔ قید کرینوالی کی جلیبی اور جستجو
غضب کے ساتھ پاس کی گھٹنگو

پھر جھوم کے سا قیا اوٹھا ابر
پھر کھول در شراب حسانہ
جب لیلیٰ شرب نے منہ چھپایا
سوتے ہوئے رات بھر کجاگے
دل ٹھننے کی دھن میں کم نہیں تھا
این سے بڑھ کر نگاہ مغرور
القصہ بڑھا وہ غیرت ماہ
آئی گل سر پر جو زردی
اوس دشت بلا میں موج صحر
گرداؤ کی غبار طبع ناشاد
سبزہ تو بہت مگر وہ سب خار
دورخ کا شرر و بان کا ہر گل

پھر ٹوٹ گیا ہے شیشہ صبر
پھر شستی بادہ کر روانہ
سر کھول کے قفس مہر آیا
ہمت پوری کہ بڑھئے آگے
دل سے گھٹ کر قدم نہیں تھا
سب سے آگے تھی چشم بدو
ساتھی مثل نجوم ہر سہراہ
اک دشت نے ماہ کھوٹی کردی
تھی طائر ہوش کے لیے پر
بیلون سے زمین پر دم صیاد
جو پائے نظر میں چمکے ہوا پالہ
دورخ کا دھوان بان کا سنبل

پانی نے کیا اگر ان قدم کو
 کف ضیہ پہ جال لے کے آیا
 چشموں نے نہ کی نظر کہ ہے کیا
 قسمت نے بشر سے بت بنایا
 غوطے میں وہ آ گیا کہ کیا ہے
 تن غرق بصورت گہر تھا
 مجبور نصیب نے کیا حیف
 کس میں دم تھا نکالتا کون
 حیرت زدہ بلکہ صوتیں تھیں
 سختی سے جو کاٹنا پڑا تھا
 اک صبح کہ جملوہ خدا تھی
 یا نور رخ جلیب کئے
 شہزادے کو پا کے سخت دلنگ
 پھر سے ہوا جو موم پانی
 طے منزل آب کرنے نکلا
 سوچا کہ مقیم کیوں یہاں ہو
 ہمت نہ کھٹکے بھر بڑھ کر
 اہل لشکر تھے بے خور و خواب
 دم لینے کو قہم گئے وہیں پر

موجیں ہوئیں بیڑیاں قدم کو
 گرد آب نے طوق اسے بچھایا
 سوتوں نے نہ لی خبر کہ ہے کیا
 اشد اوس وقت یاد آیا
 پانی پتھر یہ کیا بلا ہے
 ظاہر مثل جاب سر تھا
 پتھر چھاتی پہ دھردیا حیف
 پانی کا پساڑنا لتا کون
 گویا پتھر کی موتیں تھیں
 جو دن تھا پہاڑ سے بڑا تھا
 یا جبہ صاف پار سا تھی
 یا خندہ خوش نصیب کئے
 پانی پانی ہوا دل سنگ
 مجبور میں آگئی روانی
 آخر اوس پار اترنے نکلا
 پانی کی روش چلو روان ہو
 آجائے نہ فوج موج چڑھ کر
 رک رک گئے مثل تیغ بے آب
 سبزے کی روش تھے زمین پر

تقدیر سے لڑ جھگڑ کے سویا
 اتنے میں نسیم صبح آئی
 جب مہر سے پہن نکلا
 چلنے کو تھا مثل موج بٹیاب
 دن بھر رہا گرم روزین پر
 دن گھٹ کے قریب آئی شب شام
 پانی کہتا تھا اب ڈبویا
 وہ جوش شباب جس سے تھلے
 ظاہر کر دے بھنور کی گردش
 پھیرے ہر موج کی روانی
 سورج جو ہوا نظر سے مستور
 ساحل پہ رکا وہ خانہ برباد
 جاری رہے اشک نہر کی طرح
 جب غرق ہوا سفید ماہ
 کشتی نہ ملی نہ گھاٹ پایا
 تھا وہ کھر طلسم و نیرنگ
 کف دیکھ کے بھر کے لبوں پر
 دریا ہوا جاری روتے روتے
 مجبور پڑا بلا سے پالا

تھا بخت اپنا کہ پڑے کے سویا
 چھوٹی دُرخ ماہ پر ہوائی
 کر دوں سے وہ مثل مہر نکلا
 آگے کو بڑھا برنگ سیلاب
 جس طرح فلک پہ شاہ خاورد
 اک بحر روان سے بڑ گیا کام
 تھا قول جناب دم میں کھویا
 دامانِ سم سے پاٹ بڑھ چکے
 قسمت کی فلک کی سری گردش
 تلوار کی آبرو پہ پانی
 ظلمت ہوئی زلف چہرہ نور
 جیسے حیرت سے لب پہ فریاد
 بے چین رہا وہ لہر کی طرح
 طوفان کی طرح اوٹھا وہ ذیباہ
 چسک رہا بھنور کی طرح آیا
 ہونگے آب آگے سنگ
 دل کو ہوا جوشِ قہر کا در
 دیدے ہوئے بحرِ غم کے سوتے
 گھوڑا دریا میں اوسنے ڈالا

آخر نہان نظر کی صورت
کب صورتِ دل و جگر تھے کمزور
ہاتھوں میں ذرا سکت نہیں تھی
قد بڑھکے یہ بول اٹھا کہ جھکے
مان بے جو سنا تو مثلِ ضرر
دیکھا کہ وہ انتشار میں ہے
گرمی اس سے غصے کی جبتائی
وحشت زدہ کو پتھانی بیڑی
پر یان گھیرے ہوئے نگہبان

گھر سے وہ اوڑی خبر کی صورت
ان سے کچھ بڑھکے پر تھے کمزور
پانوں میں چلت پھرت نہیں تھی
بل کھا کے کہا کرنے کیے
دوڑی پے جستجوئے دختر
سورج میرا غبار میں ہے
رستے کا چراغ گھر میں لائی
منت پوری ہوئی جنون کی
گرد آئینہ کے جیسے موئے مرگان

بحرِ طلسم میں شہزادے کا گردن تک پتھر ہو جانا کچھ
دنوں بعد اس بلا سے رہائی پانا

دو یا دلِ حیرت میں ساقی
اب تو چلے یا رشتی مے
وہ ریک روانِ دادی غم
چھوٹا جو کن سے صورتِ ماہ
آمانہ تھا شب کو یوں اسے چین
بستر پہ وہ اضطراب کی شکل
در تھا کہ کوئی بلا نہ آجائے

بن جائیگی جی پہ دم میں ساقی
بیڑا کرے پارِ شتی مے
وہ رہر و شوقِ ماہِ عالم
شب ہو گئی پردہ رخِ راہ
دلِ لاف میں جس طرح ہو بچپن
تھی آب پہ موجِ آب کی شکل
یہ دیو سیاہ شب نہ کھاجائے

گھر بار بھی بھولی شستری تو
 بے فصل اس باغ میں ہو کیا کام
 شرمائی وہ سنکے پند ما در
 کنے لکی بات کیا ہے دم لو
 آنکھوں سے نہیں کسی کو دیکھا
 اس باغ میں کوئی گل جو کھلتا
 نہ رس کچھ دیکھتی تو کہتی
 بوی پائی ہو کچھ تو گیت کی بول
 آنکھوں سے عیان ہو سُرخِ قہر
 سمجھوں تو کہ سے یہ کیا شکوفہ
 بولی گھر چل کہا کہ کیا عذر
 رنگت کی روش افڑی ہوائی
 پوشیدہ خیال یا منظور
 سُرخِ رنگت کی تپ نے کی گرد
 سوچی کہ سکوت اب کہا تک
 بیاسا چل پھر کے چاہ وھونڈھے
 سب حسن مرا شباب تک ہے
 جانی رہی یہ ہمار تو کیا
 تھی بدلے ہوا کے آگ گھر میں

کیا باغ کے ہاتھ یک گئی تو
 شاخیں نکلیں گی ہوگی بدنام
 ڈالی اشکون سے منہ پر چادر
 میں کچھ نہیں جانتی قسم لو
 دیکھا بھی تو آرسی کو دیکھا
 پتی کو پتا صبر و ریت
 سوسن کی زبان چپ نہ رہتی
 گلبرگ اپنی زبان تو کھول
 بویا کسی بس کی گانٹھ نے زہر
 کیا کوئی کھلانا شکوفہ
 سایہ تھی کہ ساتھ تھی بلا عذر
 دولت کی مثال گھر میں آئی
 ہو ششہ شمع جسے مستویہ
 گیندے کی طرح وہ ہو گئی زرد
 حرف آئے نہ بے کہ زبان تک
 بھٹکا جنگل میں راہ وھونڈھے
 یہ دھوپ سی آفتاب تک ہے
 بے فصل ملا نگار تو کیا
 بھیجا لگا پکنے طرف سرین

بولی وہ کہ ہوش میں خلل کیوں
 بولیں یہ کہ عیش اب کہاں ہو
 دم ناک میں ہے کہیں بکلیاے
 انسان کی جاوہ ہے پری کو
 شب کے لانے کی گھات کدی
 یہ نکلے چلی وہ جانب باغ
 تلون سے لگی تھی جلتی آئی
 دیکھا تو کچھ اور رنگ پایا
 وہ بیچ نہ زلف میں نہ وہ خم
 ملے تب غم کے لہجے خشک
 گالوں پہ جو چھائی ہے او داسی
 حیرت زدہ سے نظر ہلا کر
 تو اور ہے یا وہی پری ہے
 چپ ہے گویا ہے بیدہن تو
 کیوں عشق بشر میں کھاتی ہو داغ
 تو مہر وہ ذرہ لاک کیسی
 ہیں یہ ترے کھیل کود کے دن
 مٹی نہ کر آبرو کو جسانی
 کیوں چاہ میں گر کے رو رہی ہو

اس عیش میں بچنے کے محل کیوں
 آرام نصیب دشمنان ہے
 عزت گئی ناک کٹ گئی ہاں
 یوسف ہے عزیز مشتری کو
 کھل کر پروئے کی بات کدی
 ماتھے پہ شکن کلمے میں داغ
 انگارے وہاں اگلی آئی
 پہلے تو پری تھی اب ہے سایہ
 وہ جان نہ جسم میں نہ وہ دم
 ترے عتاب بے ہوئے خشک
 دو پھول تو یارین مگر ہن باری
 کہنے لگی آئینہ دھتاکر
 کس منہ سے کہوں کہ مشتری ہے
 دی جان خدا نے بت نہن تو
 گل شمع کا کب سے قابل باغ
 تو مہ کو بڑھی یہ آگ کیسی
 آتے تہین ہاتھ بچھڑ گئے دن
 اندھا ہے کنواں جو ہو نہ پانی
 کیوں جان سے ہاتھ دھو رہی ہو

بھوئے ظلمت میں آنکھ کا نور
 مانند چراغ اب نہ جل تو
 تو بگڑے تو جاسے قدر جانی
 دھبنا جو لگے تو ناک کٹ جائے
 بولی مجھے چاہو یا نہ چاہو
 سودا میں لیا تمھیں کیا
 میں بن چکی پس گناہی
 کیونکہ تھی ہو چکے سنو کی کیا تم
 پتاسی زبان اور کڑے بول
 بالار ہی بات اب ٹلو بس
 میں جان سے جاتی ہوں یہاں
 دیوانی تھی سہتی کیا کڑی وہ
 لیٹی تو گری خم سارے کر
 ٹپنی تو چمک گئی کسی سمت
 غصے سے ہوئے جلال و نون
 سمجھانے جو آئیں سمجھیں مطلب
 تنگ آیا جو پایا اسکو بے تنگ
 مانند ہوا چلین وہاں سے
 چہرے اترے ہوئے تھے رہے

پتے ہوں خزان میں سر سبز
 جوین سے نہ مثل شمع و فصل تو
 نشہ نہ رہے تو مے پانی
 داعی جو ہو پھل تو اٹھٹھ جائے
 اب داغ نہ دو چلو ہوا ہو
 مال اپنا تھا دل دیا تمھیں کیا
 ناساز سے چھوڑ چھاڑنا حق
 میں چاہ میں باؤلی ہوں یا تم
 چھوٹا سا تو مٹھ مٹھ کرے بول
 گھر کو رخ اٹھا چلو چلو بس
 تم کوئی نہ میرے ساتھ جانا
 بالون کی طرح اوکھ پڑی وہ
 چونکی تو اوکھی غبار لیکر
 نکلی تو ہلک گئی کسی سمت
 انکار سے سے کال و نون
 سن ہو گئیں سننا گئیں سب
 گھبرا کے اوڑھیں وہ صورت زیب
 جا کر بلین مشتری کی مان سے
 جیسے بیمار جان بلب کے

چھایا ہوا سخن باغ میں سنہ
 بلبل کی صدا تھی صورت تیر
 جاری تھا عرق تیر آب جو تھا
 غنچے دلتک گل پریشان
 جو نخل تھا چپ کھڑا تھا ڈر سے
 کہتی تھی نگاہ سبزہ کیا ہے
 چکر میں تھی اس طرح وہ سبکس
 کہتی تھی کہ کیا کروں میں مجبور
 میں آئی کہن تین۔ چاند چھوٹا
 نالچ لوں کو نچاؤں تو پری ہوں
 آئے جو نظر جنوں کے انداز
 اکھن کو بڑھا نہ مثل کامل
 میسر پری بشر سے ہے خام
 چاہے نہ ہما گس کی صحبت
 نور شید کو ذرہ کیا ضیاء
 بدنام جان میں جو تو ہو
 اپنوں پہ گران ہو یا ہو جاے
 رشتے والے الگ ہوں کٹے
 جو چاہے بنے وہ دم کا ساتھی

جس پیر کو دیکھو نسل مامر
 چلتی تھی ہوا برنگ شمشیر
 اک آیلہ ہر جاب جو تھا
 ترس کو جو دیکھتے تو حیران
 سائیش میں پڑا تھا ڈر سے
 کانٹے کوئی بچھا گیا ہے
 پڑ جاے بھنور میں جس طرح خس
 ہے سخت زمین آسمان دور
 اُن دیووں پر آسمان نہ ٹوٹا
 دنیا سے اوڑاؤں تو پری ہوں
 سمجھانے لگیں وہ تھیں جو ہر آن
 پڑ جاے نہ کوئی ہیچ او کل
 پانی نہ کرے شراب کا کام
 آتش سے بچے نہ خس کی صحبت
 مہتاب کو شمع نور کیا دے
 بان نہ لگیں سیاہ رو ہو
 کھٹکے آنکھوں میں خار ہو جاے
 جو پاس ہیں بھین دور ہر طے
 لیکن نہیں کوئی غم کا ساتھی

آرام طلب تھا وہ تھکن سے
تنبہائی ملی تو پیر کے سویا

خلوت کو سدھارا انجمن سے
تھا بخت وہ مشتری کا گویا

۲۵

سہائی کی خیر پائے مشتری کا گھبرانا
انکا جانا اور مشتری کو گھر لے آنا

جھپے پہ جنون کا رنگ ہے آج
وحشت جو کہیں زیادہ ہو جائے
جو دیو تھا پاسبانِ نذران
بگڑا ہوا اپنی خو کی صورت
دیوانہ پری کے پاس آیا
پھولا ہوا تھا کچھ اس قدر دم
بولی وہ کہ خیر ہے کہا شر
زندہ ان میں جو اب نہیں ہو
دیوون کا وہ جستجو میں آنا
چکر کے دکھایا بخت کا پھیر
لائی وہ خیال نامرادی
لوار تھی مانگ سیرگی سر کو
بیدے جو ہوئے تھے قہر سے لال
خفق تھا ڈرا ہوا غضب سے
نصہ کیا ہو گا اس سے بڑھ کر

ساقی مری عقل دنگ ہے آج
زنجیر یہ موج بادہ ہو جائے
گھبرا کے اٹھا وہ مثل طوفان
پیران ہوا رنگِ رو کی صلوت
تن صورتِ سید تھر تھرایا
تھا پیٹ پہ دھوکنی کا عالم
بولی کہ یہ کیوں کہا مصیبتِ در
قالب تو ہو جان اب نہیں ہو
قیدی کا وہ قید سے چھوڑانا
روشن کیا جو ہوا تھا اندھیر
اور آتشِ عشق کو ہوا دی
کانٹا تھی نگاہِ چشمِ تر کو
مردم کا تھا آگ میں بحال
لب کے لپٹ گیا تھا لب سے
اپنے جا سے تھی وہ باہر

پھر جانب خیمہ گاہ لی راہ
 اختر نے کہا کہ کو کہاں تھے
 یہ سنکے ہنسا وہ کہہ کے رویا
 پوچھا کہ یہ کیوں کہا کہ وا شد
 زندان میں کہ زندہ گور میں تھا
 سقت اور زمین سے تھا بل میں
 نہ بخیر کی وہ کڑی اٹھائی
 ہر دم ظلمت کا سامنا تھا
 تار یک مکان اور دربار
 حسرت تھی کہ پھر جان دکھوں
 وہ عشق وہ گفت گو پری کی
 وہ وصل پر اوس پری کا ہزار
 ہمارے قید میں وہ جاتا
 صدمہ کہا اوس سے جیسا قدر تھا
 تھے چشم براہ اہل شکر
 آئے جو نظر یہ اختر و ماہ
 ہمدرد تھے بے حواس شہ کے
 غنچے میں برنگ گل کھلا وہ
 دیون چوم رہے تھے سب قدیم کو

اگر دیون کی طرف روان ہوا ماہ
 بولا وہ پری کے میہمان تھے
 برق و باران تھے ساتھ گیا
 فریاد تھی ہر نفس کے ہمراہ
 تیلی تھا کہ چشم مور میں تھا
 دانہ سادیا تھا آسیا میں
 کا کل بھولا نہ یاد آئی
 اپنی قسمت کا سامنا تھا
 آنکھوں میں نگاہ تھی نظر بند
 یا کم سے کم آسمان دکھوں
 وہ چو شش وہ آرزو پری کی
 اصرار پری پر اپنا انکار
 دیون کا وہ قید سے چھڑانا
 تب دل پہ تھا اب زبان پر تھا
 ہر آنکھ کھلی تھی صورت در
 چھپو لے نہ سہاے سب ہوا خواہ
 آئے ہی حواس آئے سب کے
 ہر ایک سے مثل دل ملا وہ
 جی طرح سے ہر ہمن صنم کو

اما تو نہ وہ لاکھ ہو شید
 خارا و سکو ہوا جو سبھی باغی
 آنکھیں جو نکالیں تاؤ کھا کے
 کھٹکا جو میں چشم مشتری میں
 ظلمت ہے ادھر بھی اور ادھر بھی
 منہ لے لے کھلکھلا کے جو یا
 کچھ وہم او سے اس منہسی پہ آیا
 بولے وہ اٹھو اٹھو وہ مضطر
 دیکھا تو ہے قیدی سلاسل
 کی پاؤں سے او کے دور زنجیر
 آرام سے جی کے ساتھ لائے
 درویش نے گود میں بٹھایا
 پوچھا کہ ہے کس چمن کا بوٹا
 کی عرض کہ چھڑے نہ یہ راگ
 سنت والے الگ ہوئے ہیں
 کم نجت ہوں بے نصیب ہونین
 کہدی آخر پری کی چوری
 میوے دیے کھانے کو کہا کھاؤ
 چلنے کو اٹھا تو پہلے رک کر

بسندہ بین اسکا زہر خدیہ
 کی پاؤں میں ہو کے بدو باغی
 غول آئے مری قطر کے آگے
 والا کا جسل کی کوٹھری میں
 میں بھی تیری مری قطر بھی
 غنچوں سے ہو کے وہ پھول کو یا
 پوچھا پوچھا سنا سنا
 بولے وہ چلو کہا کہ کیونکر
 زلفوں میں پھٹا ہو چرخ دل
 تو راہ طلسم ہیج تفسیر
 قرآن سا ہاتھوں ہاتھ لائے
 نقطہ تھا وہ دائرے میں آیا
 کون ایسی ہے وہن کہ دس چھوٹا
 دیکھ سب سے جو گاؤں تو لگے آگ
 اب صورت نے فغان ہو اورین
 بیکس ہوں میں غریب ہوں میں
 دل کھول کے کھولی سینہ زوری
 چپکے کہا جانے کو کہا جاؤ
 تسلیم او سے کی او بے جھک

دیکھی وہاں ایک شکل عجیب
 تھا وہ یوسف میان زندان
 دیکھا کہ سب سے دیو حاجب تھا
 کچھ اوسکی نہ روک ٹوک نانی
 سید سے مثل قیاس پہونچے
 دیکھا حالت نہیں ہے تن میں
 گیسو فصل خسران کا سنبل
 پوچھا کہ اٹھائی یہ کڑی کیوں
 شمع ویرانہ کیوں بنے تم
 جھپکا۔ شہزادہ ڈر کے رویا
 بولے وہ کہ خیر خواہ ہیں ہم
 مرہم ہیں ناک نہ ہلکے جانو
 بولا۔ اب قیدی ستم ہوں
 نکل ہوں گورنگ و بوہنیں ہے
 الفت میں ہوا تھا خانہ یرباد
 سانہ ڈالا پرسی نے مجھ پر
 شکر سے لٹکا کے لٹاوری دوا
 مجبور ہوں جبر مشتری سے
 خواہش پہ ہوئی جو کر کے ضد گرم

حیرت زدہ مثل نقشِ دیب
 یا تھا ظلمت میں آبِ حیوان
 سفل ہنے نگاہ بان کا فو
 من سانپ سے چھین لین پٹھانی
 سیارے قمر کے پاس پہونچے
 گویا نہیں کچھ بھی بیرہن میں
 چہرہ جیسے چراغ کا گل
 افتاد تھا رے سر ٹپی کیوں
 جنگل کا خزانہ کیوں بنے تم
 گھبرا گیا۔ آہ بھر کے رویا
 رہزن نہیں خضر راہ ہیں ہم
 پوچھیں تو کہو کس میں تو مانو
 لیکن شہزادہ عجب ہم ہوں
 دُر ہوں گواہ و نہیں ہے
 غفلت میں ہوا میں صید صیاد
 قبضہ کیا مشتری نے مجھ پر
 آنکھوں سے نکال لائی وہ نولہ
 انسان ہوں دب گیا پرسی سے
 زک پلے کے نکل ہوئی وہ بے شرم

بولے وہ کہ بے خبر ہیں ہم سب
 وہ نور بنا ہے کس تھلک کا
 یہ سنکے اوڑے وہ رنگ کی طرح
 رنائے سے جا رہے تھے گہرا
 اوڑے پھر کے صورتِ خبر وہ
 دیکھا کبھی شہر اور کبھی دشت
 رستے رستے کو دیکھا بھالا
 باغون میں لگائی تاک جا کر
 ہر گوشے کو جھانکتے تھے جو یا
 کانوں میں پڑی بشر کی آواز
 یان نقش زمین کے نقشِ انسون
 نالے دل کے شجر بیان کے
 دم کے سنا کہ کوئی مضطر
 بجلی سی گری برابر اون کے
 آواز پہ جاتے جاتے پہونچے
 آنا نطر ایک قید خانہ
 بستی وہ کہ چشمِ نور کیے
 رستانہ لے ہوا گو اوس میں
 گھر گھر بھی رات ہو کبھی دن

بولا یہ کہ جستجو ہے مطلب
 اب ہے وہ چراغ کسکے گھر کا
 تیزی سے خلعِ تنگ کی طرح
 جسطرح کڑی کمان سے تیر
 آندھی سے گئے ادھر اور دھر وہ
 کرتے رہے صورتِ ہوا گشت
 کوچے کوچے کو چھان ڈالا
 غنچوں میں گئے ہوا بچا کر
 خود تھے ہمہ تن نگاہ گویا
 سن ہو گئے وہ کہ یہ کیا راز
 یان دشت کے خار تشہِ خون
 چھائے دل کے ثمر بیان کے
 سرگرم ہے آہِ آتش میں پر
 جلتے جلتے بچے پر اون کے
 شعلوں سے ہوا بچاتے پہونچے
 یاطائرِ غم کا آشیانہ
 ظلت ایسی کہ گور کیے
 ہو خوفِ بلا بلا کو اوس میں
 وان رات سے دن ہو سی دن

دیکھا درویش اک کن مال
 باتین بخسر کرم کی لہریں
 پیشانی صاف روخ مومن
 یوں لوٹ جان سے قلب تھا صفا
 چہرے پہ جو ضحک سے شکن تھی
 قدموں پہ گرا برنگ سایہ
 افتاد سے آپڑی ہے سختی
 کس منہ سے کہے غلامِ حضرت
 شکر بر باد شاہ کم ہے
 ہم کیا سوئے نصیب سویا
 بے شبہ ہو بیخودی کی شنید
 ہم سوئے تو شب کو چور آگے
 سرمایہ عیش تھا کبھی سر
 قسمت نے جل کے گھاٹ اٹارا
 بولا وہ حسدِ خدا کرو جی
 پر وہ کبتک حجاب کبتک
 کی پڑھ کے ادھر ادھر جو چھوچھا
 شہزادے کو کون لے گیا ہے
 اتنی نہیں جان آدمی کی

انسان صورت فرشتہ تمثال
 آنکھیں آپ وصال کی نہریں
 روئے شفاف عید کا دن
 جس طرح ہو خانہ خدا پاک
 اک نور کی نہر جو بن رہی تھی
 بولایا شاہِ عرشِ پاپ
 روشن ہے ہماری تیرہ بجتی
 تسلیج ہے بے امامِ حضرت
 اگر دش میں نجوم ماہ کم ہے
 پلکوں نے جھپک کے دیدہ کھو
 یہ سچ ہو کہ نصف موت ہو نہیں
 شہزادے کو لے گیا اڑا کے
 اب دوش پہ بارے ہی سر
 بحرِ غم کا نہیں کنارہ
 اپنے مولا پہ من دھرو جی
 دوبار ہے آفتاب کبتک
 دیوون کی طلب تھی آبی پوچھا
 اس دشت میں یہ ستم نیا ہے
 ہے راہزنی کسی پری کی

[illegible]

۱. ۲. ۳. ۴. ۵. ۶. ۷. ۸. ۹. ۱۰. ۱۱. ۱۲. ۱۳. ۱۴. ۱۵. ۱۶. ۱۷. ۱۸. ۱۹. ۲۰. ۲۱. ۲۲. ۲۳. ۲۴. ۲۵. ۲۶. ۲۷. ۲۸. ۲۹. ۳۰. ۳۱. ۳۲. ۳۳. ۳۴. ۳۵. ۳۶. ۳۷. ۳۸. ۳۹. ۴۰. ۴۱. ۴۲. ۴۳. ۴۴. ۴۵. ۴۶. ۴۷. ۴۸. ۴۹. ۵۰. ۵۱. ۵۲. ۵۳. ۵۴. ۵۵. ۵۶. ۵۷. ۵۸. ۵۹. ۶۰. ۶۱. ۶۲. ۶۳. ۶۴. ۶۵. ۶۶. ۶۷. ۶۸. ۶۹. ۷۰. ۷۱. ۷۲. ۷۳. ۷۴. ۷۵. ۷۶. ۷۷. ۷۸. ۷۹. ۸۰. ۸۱. ۸۲. ۸۳. ۸۴. ۸۵. ۸۶. ۸۷. ۸۸. ۸۹. ۹۰. ۹۱. ۹۲. ۹۳. ۹۴. ۹۵. ۹۶. ۹۷. ۹۸. ۹۹. ۱۰۰.

[illegible][illegible]

۱- در این کتاب که از کتب معتبره است
 ۲- و از کتب معتبره است که در این کتاب
 ۳- و از کتب معتبره است که در این کتاب
 ۴- و از کتب معتبره است که در این کتاب
 ۵- و از کتب معتبره است که در این کتاب
 ۶- و از کتب معتبره است که در این کتاب
 ۷- و از کتب معتبره است که در این کتاب
 ۸- و از کتب معتبره است که در این کتاب
 ۹- و از کتب معتبره است که در این کتاب
 ۱۰- و از کتب معتبره است که در این کتاب

Handwritten text in a cursive script, likely Persian or Urdu, enclosed in a rectangular border. The text consists of approximately 18 lines of dense, flowing calligraphy.

[illegible]

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۱۴۱۰
 ۱۴۱۱
 ۱۴۱۲
 ۱۴۱۳
 ۱۴۱۴
 ۱۴۱۵
 ۱۴۱۶
 ۱۴۱۷
 ۱۴۱۸
 ۱۴۱۹
 ۱۴۲۰
 ۱۴۲۱
 ۱۴۲۲
 ۱۴۲۳
 ۱۴۲۴
 ۱۴۲۵
 ۱۴۲۶
 ۱۴۲۷
 ۱۴۲۸
 ۱۴۲۹
 ۱۴۳۰
 ۱۴۳۱
 ۱۴۳۲
 ۱۴۳۳
 ۱۴۳۴
 ۱۴۳۵
 ۱۴۳۶
 ۱۴۳۷
 ۱۴۳۸
 ۱۴۳۹
 ۱۴۴۰
 ۱۴۴۱
 ۱۴۴۲
 ۱۴۴۳
 ۱۴۴۴
 ۱۴۴۵
 ۱۴۴۶
 ۱۴۴۷
 ۱۴۴۸
 ۱۴۴۹
 ۱۴۵۰
 ۱۴۵۱
 ۱۴۵۲
 ۱۴۵۳
 ۱۴۵۴
 ۱۴۵۵
 ۱۴۵۶
 ۱۴۵۷
 ۱۴۵۸
 ۱۴۵۹
 ۱۴۶۰
 ۱۴۶۱
 ۱۴۶۲
 ۱۴۶۳
 ۱۴۶۴
 ۱۴۶۵
 ۱۴۶۶
 ۱۴۶۷
 ۱۴۶۸
 ۱۴۶۹
 ۱۴۷۰
 ۱۴۷۱
 ۱۴۷۲
 ۱۴۷۳
 ۱۴۷۴
 ۱۴۷۵
 ۱۴۷۶
 ۱۴۷۷
 ۱۴۷۸
 ۱۴۷۹
 ۱۴۸۰
 ۱۴۸۱
 ۱۴۸۲
 ۱۴۸۳
 ۱۴۸۴
 ۱۴۸۵
 ۱۴۸۶
 ۱۴۸۷
 ۱۴۸۸
 ۱۴۸۹
 ۱۴۹۰
 ۱۴۹۱
 ۱۴۹۲
 ۱۴۹۳
 ۱۴۹۴
 ۱۴۹۵
 ۱۴۹۶
 ۱۴۹۷
 ۱۴۹۸
 ۱۴۹۹
 ۱۵۰۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰

[illegible][illegible]

[illegible][illegible]

۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

جیہ لکھو گا کہ یہ
 تیرے لئے ہے کہ تیرے
 لئے ہے کہ تیرے لئے

این کتاب از پیچیده و دشوار است و به هر کسی که میخواند

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱
 ۴۷۲

Handwritten manuscript page from the 'Mushaf' of the Prophet Muhammad's sayings, featuring dense Arabic script in a cursive style.

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible]

۱- قیام و نماز و روزه و صدقه
 ۲- نماز و روزه و صدقه و قیام
 ۳- روزه و صدقه و قیام و نماز
 ۴- صدقه و قیام و نماز و روزه
 ۵- قیام و نماز و روزه و صدقه
 ۶- نماز و روزه و صدقه و قیام
 ۷- روزه و صدقه و قیام و نماز
 ۸- صدقه و قیام و نماز و روزه
 ۹- قیام و نماز و روزه و صدقه
 ۱۰- نماز و روزه و صدقه و قیام
 ۱۱- روزه و صدقه و قیام و نماز
 ۱۲- صدقه و قیام و نماز و روزه
 ۱۳- قیام و نماز و روزه و صدقه
 ۱۴- نماز و روزه و صدقه و قیام
 ۱۵- روزه و صدقه و قیام و نماز
 ۱۶- صدقه و قیام و نماز و روزه
 ۱۷- قیام و نماز و روزه و صدقه
 ۱۸- نماز و روزه و صدقه و قیام
 ۱۹- روزه و صدقه و قیام و نماز
 ۲۰- صدقه و قیام و نماز و روزه

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰

[illegible]

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

Handwritten text in a cursive script, likely Persian or Urdu, enclosed in a rectangular border. The text is arranged in approximately 10 horizontal lines. The script is dense and flowing, with some characters appearing to be in a different script or dialect. The text is written in black ink on a light-colored background.

Handwritten text in a cursive script, likely a continuation of the previous page, enclosed in a rectangular border.

ကျန်လက်မှတ်ချုပ်ချုပ်

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰

مقدم

موسم سرما میں طبی مشورہ

1	پانی پینے کا خاص خیال رکھنا	پانی پینے کا خاص خیال رکھنا
2	گرم کھانا کھانا	گرم کھانا کھانا
3	سیر کرنا	سیر کرنا
4	خواب لینا	خواب لینا
5	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
6	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
7	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
8	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
9	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
10	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
11	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
12	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
13	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
14	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
15	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
16	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
17	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
18	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
19	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا
20	پیشاب کی نالی صاف رکھنا	پیشاب کی نالی صاف رکھنا

۱۱. شوق و اشتیاق

12613

۱- کتب و کتابخانه

منہ کے لئے ایک نیا ہیرو بن گیا۔

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

مکتبہ اسلامیہ دارالحدیث

طیبه شریفه

وہی ہے جس نے

[illegible]

*Date of Release
for loan*

Call No. 1755-11

JALPUR

RAJASTHAN UNIVERSITY LIBRARY

